﴿......اِنّ الفَضلَ بِیَدِ اللهِ یؤتِیهِ مَن یشاء ☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَكَ رَبكَ مَقَاماً محموداً﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۲۶/جون ۱۹۹۸ء شمارہ ۲۶

یکم ربیع الاول ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۲۶/ہجرت ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچّے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے

"میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجامکار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا اُنس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔تب محبتِ الٰہی کی ایک خاص تجلّی اُس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

یہ تو کسب اور سلوک کی ہم نے ایک مثال بیان کی ہے لیکن بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ ان کی شکمِ مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ہوتی ہے کہ فطرتاً بغیر ذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے وہ خدا سے محبت کرتے ہیں۔اور اُس کے رسول یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ایسا ان کو روحانی تعلق ہو جاتا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔اور پھر جیسا جیسا ان پر زمانہ گزرتا ہے وہ اندرونی آگ عشق اور محبت الٰہی کی بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی محبت رسول کی آگ ترقی پکڑتی ہے اور ان تمام امور میں خدا ان کا متولّی اور متکفّل ہوتا ہے۔اور جب وہ محبت اور عشق کی آگ انتہاء تک پہنچ جاتی ہے تب وہ نہایت بے قراری اور دردمندی سے چاہتے ہیں کہ خدا کا جلال زمین پر ظاہر ہو۔اور اسی میں ان کی لذت اور یہی ان کا آخری مقصد ہوتا ہے۔تب ان کے لئے زمین پر خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں"۔

(حقیقۃ الوحی ، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۷-۶۸ مطبوعہ لندن)

اس دور میں ایک بھی ایسی بات نہیں جو مسلمانوں کے مفادات سے تعلق رکھتی ہو اور اس کا آغاز حضرت مسیح موعودؑ یا آپ کے غلاموں نے نہ کیا ہو

پاکستان ہو یا دنیا میں کہیں بھی مسلمان ملّت کے مفادات کا تعلق ہو وہاں ہمیشہ جماعت احمدیہ صف اوّل میں رہی ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۲/جون ۱۹۹۸ء)

لندن (۱۲/جون) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے گزشتہ دنوں پاکستان کو جو ہندوستان کے بعد ایٹمی دھماکے کرنے کی توفیق ملی اس کے حوالہ سے اخبارات میں آنے والے مختلف بیانات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان میں مختلف سائنسدانوں کے گروہ اُس کا سہرا اپنے سر باندھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں جس کی وجہ سے جگ ہنسائی بھی ہوئی اور ہو رہی ہے۔ لیکن ایٹمی توانائی کے آغاز کی تاریخ بالکل بھلا دی گئی ہے۔ حضور نے پاکستان میں ایٹمی توانائی کی تاریخ کے متعلق بعض حقائق پیش کرنے سے قبل فرمایا کہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان ہو یا دنیا میں کہیں بھی مسلمان ملت کے مفادات کا تعلق ہو وہاں ہمیشہ جماعت احمدیہ صف اوّل میں رہی ہے۔ قیام پاکستان کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ یہ ملّاں لوگ جو اس وقت پاکستان پر حکمران بنے ہوئے ہیں وہ اس ملک کے قیام کے ہی خلاف تھے۔ حضور نے فرمایا کہ پاکستان کی تاریخ ہو یا کوئی بھی مسلمانوں کے مفاد کی بات ہو اس میں ہمیشہ جماعت احمدیہ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ حضور نے اس سلسلہ میں کشمیر موومنٹ کی مثال دی اور حضرت مصلح موعودؓ کی عظیم خدمات کا مختصر ذکر فرمایا۔ پاکستان کے قیام کے دوران چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کی خدمات اسی طرح مسئلہ فلسطین میں حضرت مصلح موعود کی بروقت وارننگ اور پھر

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو وڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی وڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ ،۶/جون ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آج ہی ریکارڈ کی گئی بچوں کی کلاس براڈکاسٹ کی گئی۔ تلاوت و نظم کے بعد ایک بچی نے پردہ کے بارہ میں ذاتی تجربات پر مبنی ایک دلچسپ تقریر کی۔ حضور انور نے فرمایا بچیوں کو Hair Copmlex ہے۔ سکارف کے باہر بالوں کی زلفیں نکال لیتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ خدا کو خوش کرنا چاہتی ہیں تو سکارف (Scarf) پہننے سے پہلے اپنے آپ سے سوال کر لیا کریں کہ کیا میں لوگوں کو خوش کرنا چاہتی ہوں یا خدا کو۔ اگر آپ خدا کو خوش کرنا چاہتی ہیں تو لوگ خود بخود غائب ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد کچھ نظمیں اور تقریر ہوئی۔ حضور انور نے بچیوں کو خصوصیت سے سمجھایا کہ آپ لوگوں کو اچھی طرح سے پردے کے ساتھ آنا چاہئے۔ یاد رکھیں کہ یہ نیکی اگر آپ کریں گی تو یہ تمام ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو آپ کو دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ کے نمونے پر باقی لوگ بھی چلیں گے تو ان سب کا ثواب بھی آپ کے حساب میں لکھا جائے گا۔ خدا تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

اتوار ،۷/جون ۱۹۹۸ء :

آج انگریزی بولنے والے سوسائٹی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شرف ملاقات کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ مختصر کارروائی اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہے :

☆......ایک صاحب نے کہا کہ سقراط اور ارسطو کی تواریخ کا مطالعہ تو میں نے کیا ہے لیکن آج کل مشکل حالات کے پیش نظر پاکستان اور ایسے اور ممالک پر ان کی تعلیمات کا اثر بالکل نہیں ہے۔ حضور انور نے میز پر موجود اپنی تازہ کتاب Revelation,Rationality,Truth & Knowledge کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے پڑھیں، آپ کے سب ناقابل حل سوالات کے جواب اس میں موجود ہیں۔ یہ تو ہے مختصر جواب۔ اس کے علاوہ جو بھی سقراط اور ارسطو نے لکھا اسلام کے بغیر آپ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ سپین میں ازابیلا (Ezabella) کا عہد سلطنت مسلمانوں کے لئے تاریک دور تھا۔ مسلمانوں نے علوم کی جو خدمت سپین میں کی تھی وہ سب مغرب کی طرف دھکیل دئے گئے۔ مسلم علماء پہلے قدیم علماء پر انحصار نہیں کرتے تھے بلکہ وہ خود علوم کے سرچشمہ تھے۔ مغرب کے علماء بھی ان کا ادب کرتے تھے۔ الجبرا، جیومیٹری، علم نجوم، جغرافیہ اور طب وغیرہ میں وہ بے مثال تھے۔ کیونکہ وہ قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے۔ اس لئے ان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اسرار کھولے جاتے تھے۔ آجکل کے مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے ۔وہ زمانہ وسطیٰ کے جاہل علماء تک سفر کرتے ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کے زمانے تک تجسّس نہیں کرتے۔ ان تمام باتوں کی تفصیل آپ کو اس کتاب میں ملے گی۔

☆......مغربی دنیا میں اب عورت کو تعلیم وغیرہ حاصل کرنے کی آزادی ملی ہے۔ اسلام میں اس بارے میں کیا صورت حال ہے۔ یعنی کیا پردہ اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا نہیں کرتا؟ حضور انور نے فرمایا مسلمان عورت کا پردہ اسے کسی بھی بلند معیار تک پہنچنے سے نہیں روکتا۔ اسلام میں عورت اور مرد کے حقوق متعین ہیں۔ عورت مرد پر برابری کا حق رکھتی ہے۔ ایسی احمدی خواتین بھی ہیں جنہوں نے آکسفورڈ سے امتیاز کیساتھ پردے میں رہتے ہوئے پی ایچ ڈی (Ph.D) کی ڈگریاں حاصل کیں اور جنہوں نے مصمم ارادہ کیا ہوا تھا کہ وہ دنیا پر عملاً ثابت کریں گی کہ پردہ کسی ترقی کی راہ میں حائل نہیں۔ احمدی جماعت میں خواتین سرجن، وکیل اور ہر میدان میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ پردہ عفت کی حفاظت اور AIDS

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃالمسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

جرمنی میں ورود مسعود

مجلس انصار اللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماعات سے خطابات، مجالس عرفان اور جرمن و عرب مہمانوں کے ساتھ دلچسپ مجالس سوال و جواب، انفرادی و اجتماعی ملاقاتوں کے ایمان افروز پروگرام

(حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جرمنی کے سفر ۱۴/مئی تا ۲۶/مئی ۹۸ء کی مختصر رپورٹ)

(قسط چہارم)

فیملی ملاقاتیں

۱۹/مئی ۹۸ء کی صبح دس بجے مسجد نور فرینکفرٹ میں فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو بعد دوپہر تک جاری رہا- اس دوران چالیس فیملیوں کے ایک صد ستانوے افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا- سہ پہر چار بجے حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں اور دو تبلیغی نشستوں کے لئے Immenhausen تشریف لے گئے-

عربوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب

۱۹/مئی ۹۸ء کو Immenhausen میں عرب دوستوں کے ساتھ ایک بھرپور مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا جس میں ایک سو چالیس سے زائد عرب احباب شریک ہوئے اور تقریباً دو گھنٹے تک نہایت دلچسپی سے پروگرام کو سنا- جب تقریب کا وقت ختم ہوا تو بھی بہت سے سوالات کے جوابات دینا ابھی باقی تھے اس لئے حضور انور نے اعلان فرمایا کہ وہ تمام سوالات جن کے جوابات یہاں نہیں دیئے جاسکے اُن کے جوابات انشاء اللہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے پروگرام لقاء مع العرب میں دیئے جائیں گے اور سوال کرنے والوں کو اس پروگرام کی ویڈیو ٹیپ بھجوائی جائے گی- چنانچہ بہت سے عرب دوستوں نے اپنے سوالات کے ساتھ پتہ جات بھی لکھوائے- اس مجلس میں جن سوالات کے جوابات حضور انور نے عطا فرمائے اُن میں سے بعض کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے-

☆ اس سوال کے جواب میں کہ باقی علماء احمدیوں کی تکفیر کیوں کرتے ہیں حضور انور نے سائل سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ علماء گزشتہ تیرہ سو سال سے ایک دوسرے کی تکفیر نہیں کر رہے ؟- اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر تو یہ سوال بہت پہلے اٹھنا چاہئے تھا کہ جب سب مسلمان قرآن و سنت کے قائل ہیں تو پھر کیوں ایک دوسرے کی تکفیر کرتے رہے ہیں- تاریخ بتا رہی ہے کہ یہ جھوٹے ہیں ورنہ ناممکن تھا کہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے- جھوٹے کا لفظ ممکن ہے بعض لوگوں کو برا لگے لیکن آپ بھی اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ پہلی صدی میں سچے کی علامت یہ تھی کہ وہ تکفیر نہیں کرتے تھے-

حضور انور نے فرمایا کہ آج جماعت کے خلاف یہ سارے علماء اکٹھے ہوگئے ہیں جو پہلے کبھی اکٹھے نہیں ہوئے تھے- یعنی "الكفر ملّة واحدة"- یہ تاریخ اسی وقت دہرائی جاتی ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو بھیجتا ہے- چنانچہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے وقت میں بھی وہ یہود جو ایک دوسرے کی جان کے دشمن تھے وہ سب اجتماعی طور پر حضرت مسیحؑ کے خلاف متحد ہوگئے-

☆ ایک ضمنی سوال تھا کہ احمدیوں کا دوسرے مسلمانوں سے عقائد کا اختلاف ہے یا عمل کا؟

حضور انور نے فرمایا اختلاف دونو قسم کے ہوتے ہیں- ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ کے زمانہ میں چلے جاؤ اور اُس زمانہ کے قرآن کو پکڑ لو اور بعد کے زمانہ کے فرق کو بھول جاؤ- اگر ہم ایسا کریں تو سوائے ان ابتدائی باتوں کے باقی ہر معاملہ میں اختلاف ہو جائے گا جن پر بعد کے علماء کی سنت پر عمل کیا جا رہا ہے- یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسیح حَکم اور عدل بن کر آئے گا، وہ اللہ کی راہنمائی سے فیصلے کرے گا اس لئے اس کا فیصلہ قبول کرنا لازم ہوگا-

☆ جماعت احمدیہ اور دیگر مسلمان فرقوں میں فرق کی وضاحت کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اور آپؐ کے خلفائے راشدین اور پہلی صدی کے مسلمانوں کو حق پر سمجھتے ہیں اور ہر اختلاف جو بعد میں آیا اسے غلط سمجھتے ہیں-

دوسرے یہ کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے مسیح کی آمد کی جو پیشگوئی فرمائی تھی جس کے بارے میں ارشاد تھا کہ وہ امّت محمدیہ کے اختلافات کا فیصلہ کرے گا- دوسرے علماء کہتے ہیں وہ نازل نہیں ہوا- ہم کہتے ہیں کہ انہیں نازل ہوئے ہوئے ایک سو سال ہو چکے ہیں- یوں ہمارے اختلاف تو دور ہوگئے کیونکہ ہر فرقے سے لوگ ٹولیوں کی صورت میں ہمارے ساتھ شامل ہو رہے ہیں اور جب شامل ہوتے ہیں تو پھر ایک ہو جاتے ہیں-

☆ احمدیہ عقائد کی اسلامی ممالک میں قبولیت کے بارے میں ایک سوال کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے حضور نے بیان کیا کہ غیر احمدیوں کو جماعت کا علم ہے کیونکہ وہ جماعت کے خلاف فتویٰ دے رہے ہیں لیکن انہیں حقیقت کا علم نہیں اور ہمیں بھی اجازت نہیں دیتے کہ ہم حقیقت بیان کریں- چنانچہ ان سب جگہوں پر جہاں جماعت کی دشمنی ہے اگر حکومت کو علم ہو جائے کہ کسی کے پاس لٹریچر ہے یا کوئی ایم-ٹی-اے دیکھتا ہے تو اسے سزا ملے گی- اس لئے جماعت اصحاب کہف کی طرح چھپ چھپ کر پھیل رہی ہے اور اس صورتحال کی ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے-

حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ جب لوگ ہم سے مل کر واپس جاتے ہیں تو علماء ان کے گھروں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہیں کہ کہاں گئے تھے ......اگر کوئی عیسائی ہو جائے، دہریہ ہو جائے تو کوئی بھی پرواہ نہیں کرے گا لیکن علماء کو یہ پسند نہیں کہ کوئی احمدیت قبول کرلے- اسی طرح جیسے مشرکین مکہ کسی بھی گناہ سے منع نہیں کرتے تھے لیکن اگر کوئی اسلام قبول کر لیتا تھا تو اسے سزائیں دیتے تھے- ......اگر آپ تدبّر کریں تو یہی دلیل احمدیت کے حق میں کافی ہونی چاہئے-

☆ اس سوال کے جواب میں کہ کیوں شیعہ کو بطور مسلمان قبول کر کے حج اور عمرہ پر جانے دیا جاتا ہے لیکن احمدیوں کو عرب ممالک میں داخل بھی نہیں ہونے دیتے ؟ حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات تو اُن عرب ممالک سے پوچھیں!

حضور نے مزید فرمایا کہ سعودی حکومت شیعوں کے خلاف ہے اور اُن کے بارے میں مشرک اور پکے کافر ہونے کے فتوے موجود ہیں لیکن چونکہ وہ ایک مضبوط حکومت سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے سعودی ڈر جاتے ہیں- ہمارا عقیدہ ہے کہ جو بھی خدائے واحد کی پرستش کرنا چاہتا ہے اسے وہاں جانے سے کوئی نہیں روک سکتا- اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ خدائی اپنے ہاتھ میں لیتا ہے- تاہم بہت سے احمدی عرب ممالک میں جاتے ہیں-

حضور نے فرمایا کہ عربوں کے شہزادے امریکہ جاکر ہر برائی کرتے ہیں اور ان کے محلات میں شرابیں چلتی ہیں، سونے اور زر و جواہر سے ان کے محل مرصّع ہیں حالانکہ اللہ نے ان سے منع فرمایا ہے- اور جب وہ جماعت احمدیہ کے خلاف کام کرتے ہیں تو صرف اس لئے کہ عام مسلمانوں پر اپنی سرداری ثابت کر سکیں-

حضور نے فرمایا کہ شیعہ عقیدہ کے مطابق حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ تینوں امرائے منافقین تھے اور جنہوں نے ان کی بیعت کی وہ پکے منافق تھے- (نعوذ بالله من ذٰلك)- اب سعودی حکومت کے نزدیک ان شیعوں کے دین کا کیا حال ہے جب وہ ان کو اجازت دیتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں آئیں اور آکر ان خلفائے راشدین پر تبرّا کریں- سعودیوں کو ان کا تبرّا منظور ہے اور ہمارا درود و سلام منظور نہیں- یہیں ان کا جھوٹ طشت ازبام ہو جاتا ہے-

☆ ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ حج اسی طرح فرض ہے جس طرح باقی فرائض یعنی کلمہ، نماز، روزہ اور زکوٰۃ فرض ہیں- لیکن حج کا فریضہ اس بات کے ساتھ مشروط ہے کہ راستہ صاف اور پُرامن ہونا چاہئے- اگر دشمن روکے تو حج کے لئے جانا ضروری نہیں بلکہ رُکنا ضروری ہے- چنانچہ صلح حدیبیہ کے وقت سارے مسلمان اصرار کر رہے تھے کہ ہم خون بہا دیں گے لیکن حج ضرور کریں گے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں، راستہ میں امن نہیں اور خدا کہتا ہے کہ امن کے بغیر داخل نہیں ہونا- پس ہم بھی حج کو فرض سمجھنے کے باوجود خدا کے اس حکم پر بحیثیت جماعت عمل کرنے سے عاجز ہیں- لیکن بہت سے احمدی مخفی طور پر یا سعودیوں کی دعوت پر وہاں جاتے اور حج کرتے ہیں- لیکن قانونی طور پر سعودی عرب اس راہ میں حائل ہے جس کا انہیں کوئی حق نہیں ہے-

☆ اسلام کے خلاف ہونے والی عالمی سطح کی سازشوں کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

☆☆ ☆☆

ہر وقت ایک کیف سا طاری ہے ان دنوں — بسمل پر کیا عنائتِ باری ہے ان دنوں!
ہوتی ہے روز دید پیارے حضور کی — چشمہ فیوض و لطف کا جاری ہے ان دنوں

کیف و سرور ہے مرا سرمایۂ حیات — کس طرح سے بیاں کروں میں دل کی واردات
ہوتی ہے صبح و شام ملاقات اُن سے اب — ہر روز روزِ عید ہے ہر شب شبِ برات

ہوتا ہے جب وہ روئے منوّر نظر نواز — لیتا ہے دل بلائیں بصد افتخار و ناز
جی چاہتا ہے کر کے تصدّق دل و نظر — قدموں میں اُن کے لوٹ کے ہو جائیں سرفراز

آنکھوں میں ایک مستیٔ پیہم ہے آج کل — پیشِ نظر وہ نورِ مجسّم ہے آج کل
ساری فضا میں ان کی ہے خوشبو رچی ہوئی — کیف و سرور و جذب کا عالم ہے آج کل

اللہ رے جذب و شوق کی محشر طرازیاں — اک ذرّۂ حقیر ہے ہم دوشِ آسماں
اک لطف کی نگاہ نے کیا کر دیا مجھے — دل کی خبر ہے نہ کچھ ہوشِ جسم و جاں

(آفتاب احمد بسمل - امریکہ)

سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لئے

خسوف و کسوف کا الٰہی نشان

سائنس کی روشنی میں

(صالح محمد الہ دین۔ ریٹائرڈ پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد۔ انڈیا)

سید عبدالحفیظ شاہ صاحب اور سید راشد علی صاحب کا پمفلٹ رمضان میں خسوف و کسوف اور مدعیان مہدویت کے متعلق خاکسار نے پڑھا۔ اس مضمون کی ابتداء میں ڈاکٹر ڈیوڈ مکنائن کا اقتباس جو دیا گیا ہے زیر عنوان "رمضان میں خسوف و کسوف۔ ایک سائنسی تحقیق"۔ اس میں درج شدہ سائنس کی باتیں درست ہیں۔ خاکسار نے بھی اپنے مضامین میں یہ ذکر کیا ہے کہ ہر بائیس سال کے بعد ایک سال یا دو سال متواتر ایسے آتے ہیں جن میں چاند گرہن اور سورج گرہن دونوں رمضان میں ہوتے ہیں۔ (Frequency of Eclipses in the month of Ramazan by Saleh Mohammad Alladin & G.Mohan Ballabh. Review of Religions June 1992. Vol 87. No.6 pp 19-22).

لیکن دار قطنی کی حدیث سے یہ جو استنباط کیا گیا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لئے رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن اور رمضان کی درمیانی تاریخ کو سورج گرہن ہوگا یہ درست نہیں ہے جیسا کہ ڈاکٹر ڈیوڈ مکنائن نے لکھا ہے یہ ناممکنات میں سے ہے۔ پہلی رات کا چاند مشکل سے نظر آتا ہے اس پر گرہن کیسے دیکھیں گے۔ قانون قدرت یہ ہے کہ چاند گرہن چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ کو ہوتا ہے۔ لہذا حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ چاند گرہن ۱۳ رمضان کو اور سورج گرہن ۲۸ رمضان کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لئے نشان بنیں گے۔ چونکہ اسلامی مہینہ کسی مقام پر اس وقت شروع ہوتا ہے جب کہ چاند اتنا بڑا ہو جائے کہ وہ اس مقام سے نظر آسکے۔ لہذا تاریخوں کا گہرا تعلق مقام سے ہے۔ مقام کے بدلنے سے تاریخیں بدل سکتی ہیں۔ چونکہ گرہن امام مہدی کے لئے نشان ہیں اس لئے معقول بات یہی ہے کہ اس مقام کی تاریخیں مراد لی جائیں جہاں مُدّعی ہو۔

دار قطنی کی حدیث میں چاند کے لئے قمر کا لفظ استعمال ہوا ہے نہ کہ ھلال کا۔ پہلی رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں۔ لہذا لغت کے لحاظ سے بھی ہماری تشریح درست ہے۔

یہ حقیقت کہ چاند گرہن ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخوں میں ہوتا ہے۔ اور سورج گرہن ۲۷، ۲۸، ۲۹ تاریخوں میں ہوتا ہے یہ سائنس دانوں کے علاوہ دوسرے لوگ بھی جانتے تھے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب کی کتاب حجج الکرامہ میں درج ہے۔

"میں کہتا ہوں کہ اہل نجوم کے نزدیک چاند گرہن سورج کے مقابل آنے سے ایک خاص حالت میں سوائے تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں اور اسی طرح سورج گرہن بھی خاص شکل میں سوائے ستائیسویں، اٹھائیسویں اور انتیسویں تاریخوں کے کبھی نہیں لگتا"۔ (ترجمہ از فارسی ۔ حجج الکرامہ ص ۳۴۴)

بانی احمدیہ مسلم جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اصل غرض اس پیشگوئی سے یہ نہیں ہے کہ کسی خارق عادت عجوبہ کا وعدہ کیا جائے بلکہ غرض اصلی ایک علامت کو بیان کرنا ہے جس میں دوسرا شریک نہ ہو"۔ (ضمیمہ نزول المسیح ، روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۴۱)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں مہدی معہود اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۴ء) میں ۱۳ رمضان المبارک کو چاند گرہن اور ۲۸ رمضان المبارک کو سورج گرہن ہوئے۔ دونوں گرہن قادیان سے نظر آئے اور آپ نے ان کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیا۔ آپ سے پہلے کسی بھی مُدّعی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ رمضان کے چاند گرہن سورج گرہن میری صداقت کے نشان ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ ان تاریخوں میں کسوف و خسوف رمضان کے مہینے میں ابتدائے دنیا سے آج تک کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے؟ ہمارا مُدّعا صرف اس قدر ہے کہ جب سے نسل انسانی دنیا میں آئی ہے، نشان کے طور پر یہ کسوف و خسوف صرف میرے زمانے میں میرے لئے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نصیب نہیں ہوا کہ ایک طرف اس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور دوسری طرف اس کے دعویٰ کے بعد رمضان کے مہینے میں مقرر کردہ تاریخوں میں خسوف و کسوف بھی واقع ہو گیا اور اس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لئے ایک نشان ٹھیرا لیا ہو۔ اور دار قطنی کی حدیث میں یہ تو کہیں نہیں ہے کہ پہلے کبھی کسوف و خسوف نہیں ہوا کیونکہ "لم تکونا" کا لفظ مؤنث کے صیغہ کے ساتھ دار قطنی میں ہے جس کے معنی ہیں کہ ایسا نشان کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ اور اگر یہ مطلب ہوتا کہ کسوف خسوف پہلے کبھی ظہور میں نہیں آیا تو "لم یکونا" مذکر کے صیغہ سے چاہئے تھا نہ کہ "لم تکونا" کہ جو مؤنث کا صیغہ ہے جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد "آیتین" ہیں یعنی دو نشان کیونکہ یہ مؤنث کا صیغہ ہے۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف کسوف ہو چکا ہے اس کے ذمہ یہ بار ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف و خسوف کو اپنے لئے نشان ٹھیرا لیا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہئے اور یہ صرف اسی صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف و کسوف جو رمضان میں دار قطنی کی مقررہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے۔ غرض صرف کسوف و خسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا اس سے بحث نہیں۔ نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت میں صرف ایک دفعہ ہوا ہے۔ اور حدیث نے ایک مدعی مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت و سچائی کو ثابت کر دیا ہے"۔

(حاشیہ چشمہ معرفت ، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۹)

پمفلٹ میں درج شدہ مدعیان کے وقت میں ہونے والے گرہنوں کے کوائف

جن لوگوں کے نام مذکورہ پمفلٹ میں دئے گئے ہیں ان کے وقت میں جس قسم کے گرہن ہوئے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ یہ ریسرچ خاکسار نے اپنے دوست پروفیسر موہن بلبھ (Prof.Mohan Ballabh) کے ساتھ مل کر کی جو اس وقت شعبہ فلکیات عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد انڈیا میں پروفیسر ہیں۔

(۱)...... امریکہ میں الیگزانڈر ڈوئی نے مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ تو اسلام کا دشمن تھا۔ ۱۹۰۳ء میں اس نے دعویٰ کیا تھا کہ میں مسیح کے ارہاص کے طور پر بھیجا گیا ہوں تاکہ صلیب کو دنیا میں غالب کیا جائے اور ۱۹۰۷ء میں وہ عبرتناک طور پر فوت ہوا۔ ۱۹۰۳ء اور ۱۹۰۷ء کے دوران دنیا کے کسی حصہ میں بھی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینے میں نہیں ہوئے۔

(۲)...... سوڈان میں محمد احمد سوڈانی نے ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۱ء) میں مہدی منتظر ہونے کا دعویٰ کیا اور ۹ رمضان ۱۳۰۲ھ (۲۲ جون ۱۸۸۵ء) کو وہ فوت ہوئے۔ ۱۸۸۱ء تا ۱۸۸۵ء دنیا کے کسی حصہ میں بھی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینے میں نہیں ہوئے۔

(۳)...... ایران میں مرزا علی محمد باب نے ۱۲۶۴ھ (۱۸۴۸ء) میں مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ (۹ جولائی ۱۸۵۰ء) کو قتل کئے گئے۔ ۱۸۴۸ء تا ۱۸۵۰ء میں بھی دنیا کے کسی حصہ میں چاند گرہن سورج گرہن رمضان کے مہینے میں نہیں ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد ۱۸۵۱ء میں چاند گرہن سورج گرہن دونوں رمضان میں ہوئے لیکن دونوں میں سے کوئی بھی ایران سے نظر نہیں آسکتا تھا۔

(۴)...... جہاں تک ہمارا علم ہے صبح ازل نے مہدویت کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ مرزا علی محمد باب کے جانشین تھے۔ ۱۲۵۰ھ تا ۱۲۷۰ھ کی تاریخیں جو پمفلٹ میں دی گئی ہیں اس دوران ۱۲۶۷ھ (۱۸۵۱ء) میں دونوں گرہن رمضان میں ہوئے تھے۔ چاند گرہن ۱۳ جولائی کو اور سورج گرہن ۲۸ جولائی کو لیکن ان میں سے کوئی بھی گرہن ایران سے نظر نہیں آسکتا تھا۔

(۵)...... بہاء اللہ صاحب نے مہدویت کا دعویٰ نہیں کیا۔ انہوں نے ۱۸۶۷ء میں خدا کا جلوہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ مئی ۱۸۹۲ء میں وفات پا گئے۔ (Encyclopedia Brittanica)۔ ۱۸۶۷ء تا ۱۸۹۲ء کوئی ایسا سال نہیں آتا جس میں دونوں گرہن رمضان میں ہوئے۔

(۶)...... ازروئے پمفلٹ صالح بن طریف نے ۱۲۵ھ میں مہدی آخرالزماں ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ۱۷۴ھ تک قوم کا حاکم رہا۔ ۱۲۵ھ تا ۱۷۴ھ دونوں گرہن رمضان میں ۱۲۶ھ (۷۴۴ء)، ۱۲۷ھ (۷۴۵ء)، ۱۴۹ھ (۷۶۶ء)، ۱۷۰ھ (۷۸۷ء)، ۱۷۱ھ (۷۸۸ء) میں ہوئے۔

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے جو معلومات ارسال فرمائے ان کی بنا پر مقام مدعی مراکش (Morocco) لیا گیا۔ ان سالوں میں سے کسی سال میں بھی سورج گرہن مقام مدعی سے نظر نہیں آسکتا تھا۔ صرف چاند گرہن ۷۴۵ء، ۷۶۶ء، ۷۸۷ء، ۷۸۸ء میں نظر آسکتا تھا۔ اور ۷۴۴ء میں دونوں گرہنوں میں سے کوئی بھی گرہن مقام مدعی سے نظر نہیں آسکتا تھا۔

اس سے قبل محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے جو مدعیان کی فہرست بھیجی تھی اس میں صالح بن طریف صاحب کا سن دعویٰ ۲۲۷ھ (۸۶۳ء) بتایا گیا تھا۔ اور سنہ وفات نہیں دیا گیا تھا۔ ۲۳۷ھ (۸۵۲ء) میں دونوں گرہن رمضان میں ہوئے تھے اور مقام مدعی سے نظر بھی آسکتے تھے لیکن رمضان کی تاریخیں ۱۴ اور ۲۸ تھیں۔ ۲۳۸ھ (۸۵۳ء)، ۲۶۰ھ (۸۷۴ء)، ۲۶۱ھ (۸۷۵ء) میں دونوں گرہن رمضان کے مہینہ میں ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی گرہن مقام مُدّعی سے نظر نہیں آسکتا تھا۔

(۷)...... ازروئے پمفلٹ ابو حصور عیسیٰ نے ۳۴۱ھ میں مہدویت و نبوت کا دعویٰ کیا اور ۳۶۹ھ تک قوم پر حکمرانی کرتا رہا۔ ۳۴۱ھ تا ۳۶۹ھ کے دوران دونوں گرہن رمضان میں ۳۵۰ھ (۹۶۱ء) میں ہوئے تھے۔ چاند گرہن مدعی کے مقام سے نظر آسکتا تھا اور سورج گرہن نظر نہیں آسکتا تھا۔ سورج گرہن جنوبی آسٹریلیا Madagascar, Antarctica سے نظر آسکتا تھا۔ مدعی کے مقام پر چاند گرہن کی تاریخ

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

جیسی ہولناک آفات سے بچانے کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ایڈز کی وباء سوسائٹی کی بے راہ روی کا منحوس پھل ہے جسکی پشت پناہی یہاں کا ملکی قانون بھی کرتا ہے۔

☆...... آج کی دنیا میں نجات کے لئے روحانیت کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں سوسائٹی میں Communication Media کیا رول ادا کر رہا ہے ؟ حضور انور نے اس اہم سوال کا جواب ایک انسان کی مثال سے واضح فرمایا کہ وہ روح کی نجات کی تلاش میں تھا۔ آخر کہنے لگا کہ میں پانے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ لیکن اصل میں اپنے Ego سے دھوکہ کھا گیا۔ دراصل روح اور اخلاقیات کا گہرا رشتہ ہے۔ اگر ہم روح جسے Mind بھی کہتے ہیں اس کی آواز نہ سنیں تو ہم بااخلاق نہیں ہو سکتے۔ آج morality صرف اپنے لوگوں سے وفا کا نام ہے۔ یہ مصائب کا شکار بچے جو ٹی وی پر دکھائے جاتے ہیں ان ہی حکومتوں کی بدسلوکی کا نتیجہ ہیں۔

☆...... ایک صاحب ۴ سے ۷ سال کے بچوں کے تعلیمی اداروں کے گورنر تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپکے مذہبی عقائد بچوں کو کس طرح سکھائے جا سکتے ہیں ؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ خیال کہ بچوں کو مذہبی تعلیم دینے سے امن قائم ہو سکتا ہے غلط ہے۔ مُلّا کے اسلام کے مطابق اگر آپ سکول کی تعلیم میں اسلامی مذہب داخل کر دیں گے تو ان میں یہ خیال پکا ہو جائے گا کہ اسلام کے علاوہ باقی تمام عقائد شیطانی ہیں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ والدین گھر پر بچوں کو اپنا مذہب سکھائیں اور سکول میں سیکولر مذہب ہو۔ تمام مذاہب کی بنیادی اخلاقی تعلیمات جو ایک ہی طرح کی ہیں متعارف کرائی جا سکتی ہیں۔

☆...... ان کے علاوہ Gulf Crises اور کویت اور صدام حسین کی سیاست اور حقائق پر روشنی ڈالی گئی۔ اور صدام حسین کی لاف زنی کے مختلف نتائج بیان کئے گئے۔ اسی طرح حضور نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب کے واقعہ کی وضاحت فرمائی اور جاپانی قوم کے مزاج اور کردار کے بعض پہلوؤں کا ذکر کیا گیا۔

سوموار، ۸/ جون ۱۹۹۸ء :

آج پروگرام کے مطابق ایک پرانی ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۳۳ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ۱۹/ دسمبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۹/ جون ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۵۱ جو سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۲۲ سے شروع ہوئی ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ حضور انور نے آیت کے الفاظ کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا الاالمودۃ فی القربیٰ (سوائے قریبیوں سے مودت کے) کا صحیح مفہوم بتایا۔

آیت نمبر ۳۰ میں ذکر ہے کہ آسمان و زمین کی پیدائش کے نشانات میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ نے دوسرے سیاروں پر تمہاری طرح چلنے پھرنے والے دآبۃ پیدا کئے ہیں اور پیشگوئی یہ ہے کہ جب خدا چاہے گا ان کو اور زمینی مخلوق کو اکٹھا کر دے گا۔ حضور نے فرمایا کہ امکان یہ ہو سکتا ہے کہ فضا کے کسی مقام پر جہاں انسان بھی پہنچ سکتا ہے اور وہ بھی وہاں پہنچ جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ آج سے چودہ سو سال قبل اس آیت کا نزول حیران کن ہے اس وقت ایسی باتوں کا وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور کمال یہ بھی ہے کہ اِنْ یَشاء یعنی اگر خدا چاہے نہیں فرمایا بلکہ اذا یشآء قدیر فرمایا ہے جس کا مطلب ہے جب چاہے اور وہ اپنی قدرت سے انہیں اکٹھا کر دے گا۔

آیت ۳۱ اور ۳۲ میں پھر انسان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ جو بھی مصیبت تم پر آتی ہے تمہارے بد اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔

بدھ، ۱۰/ جون ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۵۲ ریکارڈ کی گئی۔ کلاس کا آغاز سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۳۶ سے ہوا۔ آج سے ۱۶ سال قبل ۱۰/ جون کو حضور ایدہ اللہ منصب خلافت پر متمکن ہوئے تھے۔

حضور انور نے ثبات قدم اور توکل کے مضمون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میری اس ۱۶ سالہ خلافت میں خدا تعالیٰ کے بے حد و بے شمار فضل نازل ہوئے ہیں۔ صرف ایک سال میں ۳۰ لاکھ آدمیوں کا احمدی ہو جانا وہ فضل ہے جو بڑی بڑی امیر قوموں کے خواب میں بھی نہیں آیا اور جو تھوڑی بہت Conversion وہ کرتے ہیں ان میں کوئی اخلاقی تبدیلی نہیں لاتے اور نہ ہی اصلاح کی کوئی سکیم بناتے ہیں۔ اور یہاں احمدیوں کو جو ۳۰ لاکھ عطا ہوتے ہیں ساتھ ہی ان کی تربیت بھی شروع ہو جاتی ہے۔ چندے بھی دینے لگ جاتے ہیں یہ توکل کا پھل ہے۔ جب اس دنیا میں اتنا عطا ہوا ہے تو اگلی دنیا میں بھی انشاء اللہ عطا ہوگا۔

آیت نمبر ۳۸ کا مضمون بھی موجودہ حالات پر چسپاں ہونے والا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جو نئے لوگ جماعت میں داخل ہوتے ہیں انہیں قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق کبائر گناہ سے بچنے کی تاکید کی جاتی ہے اور ساتھ ہی ان کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے۔ غصے سے اجتناب کرتے ہیں اور عفو سے کام لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کو بتایا جاتا ہے کہ اگر غصے کی حالت میں معاف کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہارا بدلہ خود لے گا۔ اس کے بعد قیام نماز کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بعدہ نظام شوریٰ سے بھی ان کو واقفیت دلائی جاتی ہے۔ نماز کے قیام اور چندوں کی ادائیگی کے ساتھ ہی نظام شوریٰ جاری ہو جاتا ہے۔ ہم لالچ کے طور پر ان کو کچھ نہیں دیتے بلکہ ان کی استطاعت کے مطابق ان سے کچھ لیتے ہیں۔ ہاں ان کی دینی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے جماعت ان کو مدد دیتی ہے۔ مثلاً جرمنی خدا کے فضل سے اب اپنے انفاق فی سبیل اللہ میں بحیثیت مجموعی سب سے آگے نکل گیا ہے۔ ایک وقت تھا کہ پاکستان اور ہندوستان کے غریب لوگ ان ممالک کے احمدیوں کی کفالت کر رہے تھے لیکن اب ساری دنیا میں ایم ٹی اے کے بڑے اخراجات میں بھی جرمنی حصہ دار ہے۔ حضور نے فرمایا کہ نظام شوریٰ کا بہت اہم تعلق مال سے ہے۔

حضور نے فرمایا کہ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِم اِذَا يَشَآء قَدِيْر سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کائنات کی شوریٰ کا بھی انتظام کر رکھا ہے اور کائناتی شوریٰ کے لئے بھی وہ اکٹھے ہو سکتے ہیں یعنی Signals کے ذریعہ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرے سیاروں کے لوگ اربوں سال سے چلے ہوئے کل ہماری دنیا کے قریب پہنچ جائیں اور آپس میں رابطہ ہو جائے۔ حضور نے فرمایا یہ میرے ذاتی خیالات ہیں اور میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ اس دنیا کی صف نہیں لپیٹی جائے گی جب تک کہ ساری کائنات ایک وحدت میں نہ پروئی جائے۔

آج کی کلاس سورۃ شوریٰ کے آخر پر ختم ہوئی۔

جمعرات، ۱۱/ جون ۱۹۹۸ء :

آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۳۴ نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۲/ جون ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے احباب و خواتین کے ساتھ ملاقات کا پروگرام جو ۸/ جون کو ریکارڈ ہوا تھا نشر کیا گیا۔ مختصر کارروائی اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہے :

☆...... اگر کوئی مریض مرض کی اس حد تک پہنچ جائے کہ یقین ہو جائے کہ اب یہ صحت یاب نہیں ہو سکتا تو کیا مصنوعی ذرائع سے سانس جاری رکھنے چاہئیں ؟۔

☆...... اسلامی ممالک کے بنک سود تو نہیں دیتے لیکن کمیشن کے نام پر پیسہ دیتے ہیں اور وہ بعض دفعہ سود کی شرح سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ اس بارے میں حضور کی کیا رائے ہے ؟ حضور نے فرمایا یہ ایک vague سا سوال ہے۔ جب تک کوئی معین مثال سامنے نہ ہو جواب نہیں دیا جا سکتا۔ اگر کوئی مسئلہ درپیش ہے تو مفتی سلسلہ سے رابطہ کریں۔

☆...... کیا باپ اپنی اولاد کے بارے میں طلاق کا مشورہ دے سکتا ہے ؟۔ حضور نے فرمایا نہیں۔ حضرت اسماعیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ کے اشارے پر بیوی کو اس لئے طلاق دی کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے وعدہ کیا تھا کہ اسماعیل کی اولاد میں سب سے بڑا نبی پیدا ہوگا اور حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کی بیوی کو ایسے اعلیٰ اخلاق کی مالکہ نہ پایا۔ اس لئے ان کا معاملہ الگ تھا۔

☆...... قبر اور عذاب قبر سے متعلق بھی ایک سوال ہوا۔

☆...... قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ غلام کو آزاد کرنا نیکی ہے تو آج کل اس آیت کا اطلاق کیسے ہوتا ہے ؟۔ حضور نے برجستہ فرمایا آج کل تیسری دنیا کی اقوام بڑی طاقتوں کی غلام ہی تو ہیں اور اس کے لئے ایک اور لفظ "فَكَّ رَقَبَة" بھی آیا ہے۔ اگرچہ رقبہ ایک گردن واحد ہے لیکن مراد ہے انسان۔ یعنی ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ انسان کثرت کے ساتھ بھوک، افلاس اور غربت کا شکار ہوگا اور یہ آج کل کا زمانہ ہے اور سورۃ البلد میں طاقتور قوموں کے سلوک کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو وہ غریب قوموں سے کرتی ہیں۔

☆...... کیا آپ Meditation کرتے ہیں، یعنی مراقبے میں جاتے ہیں ؟۔ فرمایا میرے مراقبے کا وقت محدود نہیں ہے۔ میں ہر وقت اور ہر کام میں ہی سوچتا رہتا ہوں اور جو میرے اردگرد ہوتا ہے اس پر غور بھی کرتا ہوں۔ اپنے سونے کے دوران بھی دن کے واقعات پر سوچتا ہوں۔ یہی اصل Meditation ہے۔

☆...... قرآن مجید میں حضرت مریمؑ کو یہودیوں نے "یا اُخت ھَارُون" کیوں کہا۔ فرمایا لوگ حضرت ہارون کی بہن پر بھی اسی طرح الزام لگایا کرتے تھے جس طرح کا یہودی حضرت مریمؑ پر لگاتے تھے اس لئے طعنے کے طور پر اخت ہارون کہتے تھے۔

(امتہ المجید چوہدری)

واقفین نو کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ کے ارشادات

☆ آئندہ صدی کی تیاری کے سلسلے میں ایک بہت ہی اہم تیاری کا تعلق واقفین نو سے ہے۔

☆ اگر ہم واقفین نو کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔

☆ والدین کو چاہئے کہ واقفین نو بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں

☆ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اب ہمیں آئندہ ان واقفین نو کی تربیت کرنی ہے۔

☆ ہر واقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن ہی سے اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے

(وکالت وقف نو)

F0ZMAN FOODS

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS

2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-553-3611

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

خطبہ جمعہ

ایسے دن یا سال آنے والے ہیں جبکہ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں انسان جماعت میں داخل ہوں گے

وہ صادق بننے کی کوشش کریں جن کے لئے خدا تقدیر کو حرکت دیتا ہے اور وہ انسانی تدبیروں پہ غالب آجایا کرتی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ یکم مئی ۱۹۹۸ء بمطابق یکم ہجرت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام بیت السلام، برسلز (بیلجئم)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوامَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾(سورة التوبه آیت ۱۱۹)

یہ وہ آیت ہے جو گزشتہ خطبے میں میں نے تلاوت کی تھی اور اسی آیت کی تشریح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ حوالے ابھی باقی تھے جو پڑھ کر سنائے نہ جا سکے تو میں نے گزشتہ خطبے میں اعلان کیا تھا کہ یہی مضمون آئندہ خطبے میں بھی جاری رہے گا اور جب تک ان تمام اقتباسات کا مضمون جماعت کو سمجھا نہ دیا جائے ہم دوسرے مضمون میں داخل نہیں ہونگے۔ تو آج پھر یہیں سے میں بات شروع کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کر جاتی ہے"۔ یہاں 'بیٹھتا ہے' فرمایا ہے جس کا مطلب ہے کہ براہ راست بعض نیکیوں کا اثر دوسرے انسان پر پڑتا ہے اور اس میں کسی گفتگو اور بولنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ اگرچہ گفتگو بھی ہوتی ہے اور نیکی اور تقویٰ کا مضمون انسان راستبازوں سے ان کی گفتگو کے ذریعے بھی سیکھتا ہے لیکن یہاں پہلی بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ "بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے"۔ یہ امر واقعہ ہے اس کو ہم نے بہت تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ جب کسی نیک انسان کے پاس بیٹھو تو اس کے نیک خیالات دل پر اثر کر رہے ہوتے ہیں۔

بچپن میں اکثر صحابہ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقعہ ملا ہے اور کئی ایسے صحابہ تھے جو خاموش رہا کرتے تھے اور ان کے پاس بیٹھنے سے دل میں نیکی ترقی کرتی تھی اور خدا تعالیٰ کی طرف دل کا رجحان بڑھتا تھا۔ تو یہ خاموشی بھی بولتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ مضمون بھی بیان فرماتے ہیں کہ جب پھر صدق والا باتیں کرتا ہے تو انسان ان سے بھی بہت فائدہ اٹھاتا ہے۔ پس "جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کر جاتی ہے"۔ یہ بھی میں بارہا بیان کر چکا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حوالے سے بھی کہ آپ نے ایک شخص کو جس کے دل میں دہریانہ خیالات پیدا ہو رہے تھے نماز میں جگہ بدلنے اور بعض دوستوں سے پرہیز کی نصیحت فرمائی اور انہوں نے بعد میں عرض کیا کہ بالکل دل ٹھیک ہو گیا ہے۔ تو ایک بد خیال کا آدمی ضرور بد اثر کرتا ہے۔

فرماتے ہیں: "اسی لئے حدیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تھدید پائی جاتی ہے"۔ صحبت بد سے جتنا دور بھاگو اتنا بہتر ہے۔ تھدید کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انذار ہے، ڈراوا ہے اگر تم بروں کی صحبت میں بیٹھنے سے باز نہ آئے تو لازماً تمہارا بد انجام ہوگا۔ "اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہوگا"۔ اس مضمون کو میں پہلے بھی کھول چکا ہوں کہ جہاں اہانت ہوتی ہو وہاں سے فی الفور اٹھ جاؤ۔ مگر یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ اہانت والی مجلس میں دوبارہ جانے کا بھی خیال ہو۔ یہ مضمون آگے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر بھی کھول رہے ہیں، پہلے بھی میں نے بیان کیا تھا اب بھی یہ بیان کر رہا ہوں کہ یہ ہمارے لئے بہت ہی ضروری مضمون ہے اسے شدت کے ساتھ اور پورے خلوص کے ساتھ اپنی زندگی میں رائج کرنا چاہئے اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو اصلاح کی بہت توفیق ملے گی۔

فرماتے ہیں: "صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا ان میں ہی شریک ہوتا ہے اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْن کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے"۔ فرشتوں کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ یہ بھیجنا کیا معنے رکھتا ہے اس کی تفصیل میں یہاں جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ کوئی ایسے روحانی وجود نہیں ہیں جو جسمانی بھی ہوں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتے ہوں۔ یہ بہت ہی لطیف مضامین ہیں جن کو سمجھنا عام انسان کے بس کی بات نہیں لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سمجھانے کی خاطر ایسی زبان استعمال فرمائی ہے جسے ہم سمجھ سکتے ہیں۔ جیسے کوئی اوپر سے اتر کے نیچے آیا ہے کسی مجلس میں آکے بیٹھ گیا ہے فرشتے اس قسم کی حرکت تو نہیں کرتے اور یہ مضمون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دوسری جگہ کھولا ہوا ہے۔ اور قرآن کریم نے اس پر بہت روشنی ڈالی ہے۔ لیکن ان لفظوں کو جیسا کہ میں بیان کر رہا ہوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے الفاظ سمجھتے ہوئے کہ حضور اکرمؐ کے الفاظ ہیں ان کے نتیجے میں جو دل پر اثر ہوتا ہے اسے سمجھیں۔ ظاہری منظر کی تفصیل میں اور وہموں میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

اب سنیں، "وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے"۔ اب 'واپس جاتے ہیں' کی تشریح اسلئے ضروری تھی کہ خدا تو وہاں بھی ہے جہاں پاک لوگ ہیں۔ خدا تعالیٰ کو تو ان سب باتوں کا علم ہے جو وہاں ہو رہی ہیں تو واپس کہاں جاتے ہیں۔ یہ صرف ایک نظارہ ہے جسے انسان بہتر سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے ان کا صعود بھی وہیں ہوتا ہے جہاں وہ مجلس ہو اور روحانی صعود ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف حرکت کرتا ہے جو وہیں موجود ہوتا ہے۔ بہر حال اب اس تشریح کے بعد اس کو سنیں بہت ہی دلچسپ اور بہت ہی دل پہ گہرا اثر کرنے والی نصیحت ہے۔

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا یعنی ایک شخص ایسا تھا جو ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں ہی سے ہے کیونکہ اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى

جَلِیسُہُم ۔ کہ یہ ایسی قوم ہیں کہ ان کا ساتھی محروم اور بدبخت نہیں رہ سکتا"۔ کتنی عظیم الشان خوشخبری ہے۔ ایک انسان اگر براہ راست صحبت سے استفادے کا فیصلہ نہ بھی کرے، یہ نیّت لے کر نہ بھی بیٹھے ویسے ہی چلتا ہوا تھک کر کسی ایسی صحبت میں بیٹھ جائے اس کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور ہے۔ غرض **نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں**"۔ نفس مطمئنہ وہ نفس ہے جو اللہ تعالیٰ سے کامل طور پر راضی ہو چکا ہو اور یہ جو ہے اللہ کے ذکر سے اطمینان پانا اس کی ایک یہ صورت ہے کہ ان لوگوں کے پاس بیٹھو جو مجسم ذکر ہو چکے ہوں اور نفس مطمئنہ رکھتے ہوں۔ ان کے دل میں کسی اور طرف رخ کرنے کی کوئی خلش نہیں ہوتی، صرف اللہ ان کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور خدا ہی کی ذات میں رہتے ہیں۔ فرمایا، "نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں"۔ وہاں جا کے ان کو سکون ملتا ہے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور دل اطمینان پا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک تجربہ ہے جو میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ میں سے بہتوں کو ہوا ہوگا کہ اطمینان یافتہ آدمی کے پاس پہنچ کر دل پہ گہرا سکون طاری ہو جاتا ہے۔

"امّارہ والے میں نفس امّارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں"۔ جس کا دل ہر وقت اس کو بدیوں کی تحریک کر رہا ہو اس کے پاس بیٹھو گے تو تمہارے دل میں بھی بدیوں کی تحریکیں شروع ہو جائیں گی۔ "اور لوّامہ والے میں لوّامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں"۔ جس شخص کے پاس بیٹھو اگر اس کا نفس بار بار اس کو اپنی کمزوریوں اور بدیوں پر ملامت کرتا ہے تو جو پاس بیٹھتا ہے وہ یہ محسوس کرے گا کہ اس کے دل میں بھی اپنی کمزوریوں اور بدیوں پر ملامت کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ "اور جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلّی ملنے لگتی ہے"۔ اس سے پہلے اگرچہ نفس مطمئنہ کا ذکر گزر چکا ہے مگر اب چونکہ تدریج میں ذکر فرما رہے ہیں اس لئے آخر پر پھر نفس مطمئنہ کا ذکر ضروری تھا۔

پھر فرماتے ہیں، "صادقوں کی صحبت میں رہنا ضروری ہے بہت سے لوگ جو دور بیٹھے رہتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ کبھی آئیں گے اس وقت فرصت نہیں ہے بھلا تیرہ سو سال کے موعود سلسلہ کو جو پا لیں اور اس کی نصرت میں شامل نہ ہوں اور خدا اور رسول کے موعود کے پاس نہ بیٹھیں وہ فلاح پا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں"۔ یعنی دُور کی بیعتؑ ان معنوں میں کہ بیعت کی اور دُور ہی بیٹھے رہے اس کے نتیجے میں فلاح نصیب نہیں ہو سکتی۔

اب جو زمانہ آگیا ہے اس میں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کروڑ سے بہت آگے بڑھ چکی ہے اور **ایسے دن آنے والے ہیں جبکہ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں انسان جماعت میں داخل ہونگے**۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ سارے یہاں آجائیں۔ اس چھوٹی سی مسجد میں یا کسی بڑی مسجد میں بھی میں بیٹھا ہوں ناممکن ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو شخص نمائندگی کر رہا ہو، جب بھی کر رہا ہو ساری دنیا کے کروڑہا لوگ ان کے پاس پہنچ جائیں اور اگر نہ پہنچیں تو ان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فتویٰ صادر ہو جائے کہ ہرگز فلاح نہیں پا سکتے۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے ہمیں عطا فرما دی ہے اور دور بیٹھنے والوں کو بالکل یہی احساس ہوتا ہے کہ گویا وہ اسی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ چاہے دنیا کے کسی کونے میں بس رہے ہوں ان کے دل پر اتنا گہرا اثر پڑتا ہے مجلس کا کہ ان کو خیال بھی نہیں گزر رہا ہوتا کہ وہ کہیں اور بیٹھے ہوئے ہیں۔ بالکل ہمارے اندر، بیچ میں اسی احساس کے ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں جس طرح آپ یہاں ایک احساس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

بہت سے خطوط مجھے ملتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم ایسی صورت میں اپنے سے بالکل کھوئے جاتے ہیں یہاں تک کہ چھوٹے بچے ہیں وہ تو اٹھ اٹھ کر ٹی وی کی سکرین کو انگلیاں لگاتے ہیں۔ ایک بچی نے لکھا کہ مجھے امی نے ساری بات سمجھائی کہ الیس اللہ بکاف عبدہ کا کیا مطلب ہے۔ اور یہ انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی جو آپ پہنتے ہیں اس کا قصہ بھی سنایا تو کہتی ہیں مجھے بے اختیار جب آپ کا ہاتھ انگوٹھی والا نظر آیا تو دوڑ کے گئی اور سکرین پر منہ لگا دیا کہ اس انگوٹھی کو چوموں۔ اب یہ بناوٹی باتیں نہیں ہیں۔ یہ محبت کے بے انتہا اور غیر اختیاری مظاہر ہیں جو جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے۔ پس یہ خیال دل میں پیدا ہونا کہ دُور بیٹھے اب کیا کریں گے۔ **اگر دُور بیٹھے لوگ ٹیلی ویژن پر کم سے کم خطبہ سننے کا اہتمام کریں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ مراد پوری ہو جاتی ہے کہ وہ آئیں اور صحبت سے فیض یافتہ ہوں۔**

فرمایا: "ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں۔ ایں خیال است و محال است و جنوں"۔ کہ خدا بھی چاہو اور دنیا بھی چاہو یہ محض خیال ہے۔ محال ہے، ناممکن ہے اور جنون ہے۔ پس یہ دو چیزیں اکٹھی نہیں چل سکتیں۔ اگر خدا چاہتے ہو تو خدا چاہنے کے لئے جو تقاضے ہیں وہ تقاضے پورے کرو۔ اگر دنیا چاہتے ہو تو دنیا کی طرف منہ کر لو مگر یہ بین بین کا رستہ اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا چاہتے ہوئے خدا چاہتے ہو تو پھر لازماً رفتہ رفتہ دنیا سے دور ہٹنا اور خدا کی طرف آگے بڑھنا لازم ہوگا۔ فرماتے ہیں: "دین تو چاہتا ہے کہ مصاحبت ہو پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دین داری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے۔ ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آکر رہیں، فائدہ اٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں مگر اس کی پرواہ کچھ نہیں کرتے"۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ جو مضمون بیان فرما رہے ہیں یہ اس زمانے کی باتیں ہیں جبکہ احمدیت کا آغاز تھا اور لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت کا پورا احساس نہیں تھا۔ دور بیٹھے کبھی طاعون کے اثر سے، کبھی کوئی اور نشان دیکھ کر بیعت تو کر لی مگر دل میں وہ غیر معمولی پاک تبدیلی پیدا نہ ہو سکی جس کے نتیجے میں بے اختیار وہ کشاں کشاں قادیان کی طرف چلے آئیں۔ ایسے لوگوں کی بے اعتنائی کے اوپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو افسوس فرمایا ہے آج آپ لوگ اس بے وقوفی میں مبتلا نہ ہوں کہ آج کے لوگ نئے آنے والے پہلوں سے بہت بہتر ہیں اور یہ ہمارے زمانے کی پہلے زمانوں پر ایک فضیلت ہے۔ اگر بہتر ہیں تو تو وہ درد جو مسیح موعودؑ کے دل میں اُس وقت پیدا ہوا ہے جب تقریر فرما رہے تھے، وہ درد ہے جو خدا نے قبول فرمایا ہے۔ پس سو فیصدی ہم آپ ہی کی جوتیوں کے غلام ہیں اور آج جو حیرت انگیز معجزے دیکھ رہے ہیں یہ ان دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اس بات کو اگر کوئی شخص بھلا دے تو انتہائی بے وقوف ہوگا اور وہ بالکل غلط اور باطل خیالات میں مبتلا ہو کر اپنا دین کھو سکتا ہے۔

فرماتے ہیں: "جو میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلے کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی نیک اور متقی اور پرہیزگار ہوں"۔ یعنی ایسے بھی لوگ ہونگے جو متقی اور پرہیزگار ہیں مگر دور بیٹھے ہیں اور اپنے ہی تقویٰ میں گم ہیں۔ "مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے"۔ عملی تکمیل، علمی تکمیل کے بغیر ناممکن ہے۔ یہ مضمون ہے جو ذرا ٹھہر کر سمجھانے والا ہے۔ فرمایا "پس تکمیلِ عملی بدوں تکمیلِ علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں آکر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے۔ بار بار خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے"۔ یہ مراد ہے۔ "اس کی وجہ کیا ہے یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلے کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے۔ پس اگر تم واقعی اس سلسلے کو شناخت کرتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا سچا وعدہ کرتے ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اس پر عمل کیا ہوتا ہے۔ کیا کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْن کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اگر تم واقعی ایمان لاتے ہو اور سچی خوش قسمتی یہی ہے تو اللہ تعالیٰ کو مقدم کر لو۔ اگر ان باتوں کو ردّی اور فضول سمجھو گے تو یاد رکھو خدا تعالیٰ سے ہنسی کرنے والے ٹھہرو گے"۔

(الحکم جلد نمبر ۳۱، ۲۴/ اگست ۱۹۰۱ء)

اب میں دوبارہ اس حصے کو لیتا ہوں جس کے متعلق میں نے کہا تھا ٹھہر ٹھہر کر سمجھانے والی بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مقام اور مرتبہ یہ تھا کہ بغیر علم عطا کئے بھی تزکیہ نفس فرماتے تھے۔ اور وہی تزکیہ نفس کا مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی جاری ہوا۔ پس آپ کی تحریر کا پہلا حصہ اس سے متعلق ہے جہاں پاس بیٹھنے والے پر اثر پڑ رہا ہے، بغیر گفتگو کے اثر پڑ رہا ہے اس

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھولے نہیں ہیں۔ یہ بظاہر خیال پیدا ہو کہ علمی تکمیل ہی کو آپ اہمیت دے رہے ہیں۔

سب سے پہلی بات آپ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ **نیک کی صحبت اختیار کرو تو بغیر گفتگو کے بھی تمہارے دل میں نیکی سرایت کر جائے گی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فیض ہے جو آج تک جاری ہے۔** پہلے رسولوں میں یہ بات سنی نہیں تھی۔ تھی تو کم کم ہوگی۔ مگر خصوصیت سے اس کا ذکر نہیں ملتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو خصوصیت اور امتیاز بخشا ہے اگر یہ آپ تک ہی ٹھہر جاتا تو تمام آنے والے زمانوں کو آپ کا فیض کیسے پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے یہ فیض صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے ہی نہیں پہنچا بلکہ کثرت کے ساتھ جو آپ مشاہدہ کرتے ہیں کہ دل کی نیکی دل پر اثر کر جاتی ہے یہ وہی فیض ہے اور عام ہو چکا ہے۔ اس بات کو اب تفصیل سے بیان کرنے کے بعد پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام علم کی ضرورت بھی بیان فرماتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ’وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُبِيْن کہ محمدؐ رسول اللہ تزکیہ نفس کے بعد تعلیم کتاب اور کتاب کی حکمتیں بھی بیان فرماتے ہیں۔

اب یہ مضمون جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع فرمایا ہے کہتے ہیں تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک علوم میں انسان ترقی نہ کرے اس کا نفس ان اعمال پر تیار نہیں ہوتا جو اعمال علوم کے نتیجے میں خود بخود ظاہر ہونے چاہئیں۔ فرمایا تم نیک عمل کیسے بنو گے اگر وہ علوم حاصل نہیں کئے جن کے نتیجے میں کوئی عمل بھی عطا ہوا کرتا ہے۔ اگر علم سچا ہو اور واقعۃً انسان کو نصیب ہو جائے تو اس علم کے بعد ایک عمل لازم ہو جایا کرتا ہے۔ یہ حکمت کی بات ہے جو سمجھانے والی ہے۔ آپ کو کسی چیز کے متعلق علم ہے کہ یہ میری صحت کے لئے اچھی ہے تو آپ اسے پرے نہیں پھینکیں گے۔ آپ کا عمل آپ کے علم کی سچائی کو اس طرح ظاہر کرے گا کہ آپ اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ تمام انسانی جدوجہد علم کے نتیجے میں ہوتی ہے۔ جب یہ علم ہو کہ ایک چیز ہمارے لئے بری ہے تو لازماً از خود انسان اس سے پیچھے ہٹنے لگ جاتا ہے۔ پس عمل کی تکمیل، علم کی تکمیل کے ساتھ وابستہ ہے اور ہر علم ترقی کرتا ہے اور جوں جوں علم ترقی کرتا ہے ساتھ ساتھ عمل بھی ترقی کرتا ہے۔ یہ حکمت کی بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں فرما رہے ہیں "پس تکمیلِ عملی بدون تکمیلِ علمی کے محال ہے"، ناممکن ہے۔

"اور جب تک یہاں آکر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے"۔ اب ’یہاں آکر نہیں رہتے‘ کا جواب تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کے ذریعہ دے دیا ہے۔ فرماتے ہیں "بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے"۔ یہ اب بھی ہوتا ہے اور ہر ایسے سائل کو میں جواب دیتا ہوں کہ آپ اگر ایم ٹی اے پر ایسے پروگراموں کا مطالعہ کرتے جن میں علمی سوالات کے جواب دئے گئے ہیں تو اتنی کثرت کے ساتھ مختلف سوالات کے ہر پہلو پر، مختلف وقتوں میں بحث کی گئی ہے کہ اس کثرت کو دیکھ کر ڈر آتا ہے کہ اس سارے کو لوگ کیسے سن سکیں گے۔ لیکن جب بھی سنیں گے، جتنا بھی سنیں گے وہ یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حیران ہونگے کہ کسی دشمن کا کوئی بھی اعتراض باقی نہیں رہا جس کے ہر پہلو سے متعلق کوئی بات نہ ہو چکی ہو۔

تو پھر خطوں کے ذریعہ مجھے پوچھتے ہیں کہ ہمیں لکھ کر بتاؤ۔ میں کہتا ہوں کہ میرے لئے یہ تو بالکل ممکن نہیں ہے کہ میں آپ کے خط کے جواب میں دس ہزار صفحے کی ایک کتاب بھیج دوں اور نئی لکھواؤں۔ وہ باتیں جو اکٹھی کی گئی ہیں اگر واقعۃً ان کو تفصیل سے ساری مجالس کو، ان میں درس قرآن بھی شامل ہے اس میں بھی بہت سے نکات بیان ہوتے ہیں، اس میں ہر قسم کے پروگرام شامل ہیں یہاں تک کہ بچوں کے پروگرام بھی شامل ہیں، ان کو اگر اکٹھا کر کے لکھو تو واقعی کم از کم دس ہزار صفحے کی کتاب بنے گی۔ تو کیسے ممکن ہے۔ عجیب سوال کرتے ہیں۔ لاعلمی ہے تو اتنی لاعلمی ہے کہ پتہ ہی نہیں کہ ان سب باتوں کا جواب آچکا ہے۔ کوئی پاکستان سے لکھ رہا ہے بچہ، سیالکوٹ کے کسی گاؤں سے کہ مجھے ان سوالات کے جوابات اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجیں اور وہ سوالات ایسے ہیں جن میں واقعۃً کم سے کم ایک ہزار صفحے کا خط مجھے لکھنا پڑے گا یا لکھوانا پڑے گا۔ تو یہ بچگانہ باتیں چھوڑ دیں۔ عقل سے کام لیں۔ سارا مواد موجود ہے اور جس کو یہ بھی علم نہیں اس کی تکمیل عملی کیسے ہوگی۔ اس لئے جماعتوں میں اس علم کو شہرہ دینا ضروری ہے۔ **کثرت کے ساتھ اس علم کا انتشار کریں اور سب کو بتائیں کہ ہر قسم کے اعتراضات کے جواب ہیں۔** صرف ان کو اپنی جماعت کے متعلقہ شعبے کو یہ لکھنا ہے کہ ہمارے یہ سوالات ہیں ان کے جواب کہاں ملیں گے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ شعبہ ان کو بتا سکتا ہے۔ اور یہ خیال نہ کریں کہ ایک مضمون کی ایک کیسٹ میں وہ ساری باتیں آجائیں گی۔ اس لئے کم سے کم بیس، تیس، چالیس، پچاس کیسٹس ایسی ہونگی جن میں تفصیل موجود ہے اور ہر کیسٹ میں کچھ نہ کچھ نئی باتیں ہیں۔ پس اس کے لئے اپنی توفیق کے مطابق وقت زیادہ ہو تو زیادہ، کم ہو تو کم توجہ کریں اور آپ کو میں یقین دلاتا ہوں کہ ہر قسم کے اعتراضات کے جواب دینے کی آپ کو مہارت نصیب ہو جائے گی۔

"بارہا خطوط آتے ہیں"۔ یہ مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ ہیں "کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے اس کی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلے کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے۔ پس اگر تم واقعی اس سلسلہ کو شناخت کرتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا سچا وعدہ کرتے ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اس پر عمل کیا ہوتا ہے۔ کیا کُونُوا مَعَ الصَّادِقِيْن کا حکم منسوخ ہو چکا ہے"۔ اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ صدق صرف سچ بولنے کا نام نہیں۔ اسلامی اصطلاح میں جس کو صادق کہا جاتا ہے وہ سچ بولنے سے بہت زیادہ آگے اور وسیع اصطلاح ہے۔

"صادق سے صرف یہی مراد نہیں کہ انسان زبان سے جھوٹ نہ بولے۔ یہ بات تو بہت سے ہندوؤں اور دہریوں میں بھی ہو سکتی ہے"۔ یہ امر واقعہ ہے کہ ہم کئی دفعہ ایسے ہندوؤں سے ملتے ہیں۔ میں خود بھی مل چکا ہوں۔ اور دہریہ مغربی لوگوں سے مل چکا ہوں جن میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ وہ زبان سے جھوٹ نہیں بولتے۔ "صادق سے مراد وہ شخص ہے جس کی ہر بات صداقت اور راستی ہونے کے علاوہ اسکی ہر حرکات وسکنات و قول سب صدق سے بھرے ہوئے ہوں"۔ یعنی سچائی کی باتیں جب وہ کرتا ہے، سچی باتیں کرتا ہے مگر جب وہ سچی باتیں کرتا ہے تو وہ ساری سچی باتیں اسکے عمل میں نہیں ڈھلتیں۔ یہ فرق ہے مومن صادق اور غیر مومن صادق کا۔ جو غیر مومن سچ بولنے والا ہے وہ ہزار سچ بولے لیکن دل میں خود بخود جانتا ہے کہ میرے لئے اس پر عمل مشکل ہے اور میں نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میری ایسی مجالس میں واضح طور پر اقرار کرتے ہیں کہ بالکل ٹھیک کہا ہے یہی اسلام کی تعلیم ہونی چاہئے۔ مگر ان کے چہروں سے دکھائی دیتا ہے کہ وہ عمل نہیں کر سکیں گے۔

تو یہ صدق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ "مراد وہ شخص ہے جس کی ہر بات صداقت اور راستی ہونے کے علاوہ اس کے ہر حرکات و سکنات و قول سب صدق سے بھرے ہوئے ہوں گویا یہ کہو کہ اس کا وجود ہی صدق ہو گیا ہے"۔ یہ مکمل سچائی بن چکا ہے "اور اس صدق

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں"۔ یہ دوسرا پہلو میں نے پہلے بھی کھول کر بیان کر دیا تھا اسلئے مزید تفصیل میں میں نہیں جاتا۔ یہ سمجھتا ہوں کہ **یہ صدق کوئی چھپی رہنے والی بات نہیں ہے جس کو یہ صدق نصیب ہو، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ اس کی تائید میں نشانات نہ ظاہر فرمائے اور اللہ تعالیٰ جو نشانات ظاہر فرماتا ہے وہ دنیا دیکھتی ہے اور دیکھ سکتی ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس کو خدا تعالیٰ آئندہ کی خوشخبریاں دیتا ہے، دشمنوں کے ارادوں سے متنبّہ فرماتا ہے۔** یہی نہیں سینکڑوں ہزاروں اَور طریق ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے صادق بندے سے ایسا تعلق رکھتا ہے جو تعلق بولتا ہے، دل سے اچھلتا ہے اور اس کے ماحول میں پھیل جاتا ہے اور لوگ اس خدا کے تعلق کی وجہ سے جانچ سکتے ہیں کہ یہ صادق ہے۔

"اس صدق پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں"۔ خوارق سے مراد یہ ہے کہ عام نشانات نہیں بلکہ ایسے نشانات جو روزمرہ کے قانون سے ہٹ کر دکھائی دیتے ہیں، اتنے غیر معمولی ہوتے ہیں کہ کوئی آدمی جو تعصب سے پاک ہو وہ ان کا انکار کر ہی نہیں سکتا۔ ایسے خوارق کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا ہوئے اور ایسے خوارق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی عطا ہوئے۔ مثلاً پاگل کتے کا کاٹے ہوئے کا جو عبدالکریم پر اثر تھا اور ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ اس کا کوئی علاج ہو ہی نہیں سکتا۔ جب وہ پاگل پن عود کر آیا، دوبارہ حملہ کیا تو چوٹی کے ڈاکٹروں نے جو اس فن کے ماہر تھے یہ تار بھیجا کہ کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ "Nothing can be done for Abdul Karim"۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ عبدالکریم ٹھیک ہو جائے گا۔ آج تک اس عبدالکریم کی نسل حیدر آباد دکن میں موجود ہے اور بہت کثرت سے پھیل چکی ہے۔ ان میں سے ہر ایک زندہ گواہ بن گیا ہے۔ اس کو کہتے ہیں خوارق کا ظہور۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خوارق کو صرف اپنے لئے خاص نہیں فرما رہے۔ یہ ہے جو خوشخبری ہے۔ فرمایا تم صادق بنو اور دیکھو کہ تمہاری تائید میں بھی خدا تعالیٰ خوارق دکھائے گا اور ان خوارق کے نمونے میں بھی احمدیوں میں دیکھتا رہتا ہوں۔ واقعۃً بہت سے احمدی ایسے ہیں جن کی تائید میں اللہ تعالیٰ خارق عادت معجزے دکھاتا چلا جا رہا ہے اور یہ دنیا میں پھیلے پڑے ہیں۔ پس اس وجہ سے **وہ صادق بننے کی کوشش کریں جن کے لئے خدا تقدیر کو حرکت دیتا ہے اور وہ انسانی تدبیروں پر غالب آجایا کرتی ہے۔** اگر ایسے صادق بن جائیں گے تو پھر دیکھیں تو سہی کہ دنیا میں احمدیت کس شان کے ساتھ پھیلتی اور کیسے کیسے دنیا کی اصلاح کرتی ہے۔ کتنے عظیم الشان فوائد احمدیت سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔

فرمایا: **"چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے جو شخص ایسے آدمی کے پاس جو حرکات و سکنات، افعال و اقوال میں خدائی نمونہ اپنے اندر رکھتا ہے صحت نیت، پاک ارادے اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے گا تو یقین کامل ہے کہ اگر وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئے گا کیونکہ صادق کا وجود خدا نما وجود ہوا کرتا ہے"۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بہت سے دہریوں کو شفا بخشی مگر ان کو جو پاس آئے اور کچھ دیر ٹھہرے اور خدا نمائی کے نشان دیکھے۔ لیکن جو آئے اور گزر گئے ان کی اصلاح تو نہیں ہو سکتی تھی، نہ ہی ان کے لئے یہ موقع تھا کہ وہ ٹھہر کر تازہ بتازہ، نَو بہ نَو نشانات کا خود مشاہدہ کر سکیں۔ فرمایا پاک ارادے، نیت صاف ہونی ضروری ہے۔

"اور مستقیم جستجو"۔ "مستقیم جستجو" ایک بہت ہی پیارا محاورہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایجاد فرمایا ہے۔ فرمایا جستجو سرسری بھی تو ہو جاتی ہے۔ دیکھا، کوئی چیز نہیں ملی، چلے گئے کہ کوئی بھی نہیں ہے۔ لیکن ایک چیز کا کھوج لگانے کے لئے جس طرح پولیس بعض دفعہ قتل کے نشانات ڈھونڈتی ہے اس کو کہتے ہیں مستقیم جستجو۔ وہ چھوڑتے نہیں اس بات کو۔ خالی میدان دکھائی دے رہا ہے وہاں کوئی بھی نشان نہیں، گھاس کی پتی پتی کو بڑی استقامت کے ساتھ الٹ کے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ہزارہا آدمی پولیس کے ساتھ اس مستقیم جستجو میں شامل ہو جاتے ہیں اور بالآخر وہ پھل لاتی ہے۔ ایک مچھلی پکڑنے والا بعض دفعہ سارا دن وہاں بیٹھا رہتا ہے اس کو جستجو ہے کہ مچھلی ہاتھ آئے اور بعض دفعہ ایک دن، دو دن، تین دن کے بعد بہت بڑی مچھلی پکڑ لیتا ہے اور وہ ساری زندگی فخر سے دکھاتا پھرتا ہے کہ یہ اتنی بڑی مچھلی میں نے پکڑی تھی۔ وہ مچھلی تو نہیں دکھا سکتا مگر اس کا ڈھانچہ بنا کر دیواروں پہ سجا لیتا ہے۔ پس اس کو مستقیم جستجو کہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ پاک ارادہ ہو تو پھر جستجو بھی مستقیم ہو۔ میں جو کہتا ہوں کہ خدا مجھے نشان دکھاتا ہے تو ایک مچھلی پکڑنے والے، ایک نشان تلاش کرنے والی پولیس سے زیادہ خدا کی قیمت اس کے دل میں ہونی چاہئے۔ اتنے بڑے وجود کی باتیں میں کر رہا ہوں اور آیا اور چلا گیا یہ تو بڑی بے وقوفی ہے۔ تو بیٹھا رہے، دیکھتا رہے، غور کرے کہ کون سا نشان ظاہر ہو رہا ہے۔ جب وہ غور کی آنکھ کے ساتھ دیکھے گا تو اس کو کثرت سے نشان دکھائی دینے لگیں گے۔ "تو یقین کامل ہے کہ وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئے گا کیونکہ صادق کا وجود خدا نما وجود ہوتا ہے"۔ وہ اس وجود میں اللہ کو دیکھ لیتا ہے۔

"اِنسان اصل میں اُنسان ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ"۔ اُنس کہتے ہیں پیار کو، مجھے اس سے اُنس ہے۔ تو فرمایا لفظ انسان دراصل اُنسان تھا جو کثرت استعمال سے اِنسان میں بدل گیا۔ یہ عربی کا قاعدہ ہے کہ کثرت استعمال کے ساتھ جو مشکل حرکات ہیں وہ آسان حرکات میں بدلتی رہتی ہیں۔ سب سے آسان حرکت زیر کی حرکت ہے۔ اُنس میں جو پیش کی حرکت ہے یہ سب سے مشکل ہے، اس کے بعد زبر کی حرکت، اس سے کم مشکل پھر زیر کی حرکت سب سے آسان۔ تو یہ لفظ دراصل اُنس تھا جو اِنسان میں تبدیل ہو گیا لیکن معنے وہی رکھتا ہے دو محبتوں کا مجموعہ۔

"ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔ چونکہ انسان کو تو اپنے قریب پاتا ہوا دیکھتا ہے اور اپنی بنی نوع کی وجہ سے اس سے جھٹ پٹ متاثر ہو جاتا ہے"۔ فطرت میں تو اللہ کا اُنس بھی ہے اور بندوں کا اُنس بھی ہے لیکن اللہ ہر شخص کو قریب دکھائی نہیں دے سکتا۔ مگر فرمایا انسان جو اپنی جنس کا ہے اس کو انسان فوراً دیکھتا ہے اور اپنے ہم جنس ہونے کی وجہ سے اس سے متاثر ہوتا ہے۔ پس جو بھی چیز قریب ہے۔ وہ ضرور اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اور جو دُور ہے وہ رفتہ رفتہ اپنا اثر کھو دیتی ہے یا اثر ہے تو واضح طور پر محسوس نہیں ہوتا۔ پنجابی میں لوگ کہتے ہیں نہایت بے ہودہ مثال ہے کہ "خدا نیڑے کہ گھسُن" تم جو خدا سے ڈرتے پھرتے ہو دیکھو نزدیک کیا ہے۔ مکاّ نزدیک ہے یا اللہ نزدیک ہے۔ تو بڑی جاہلانہ بات ہے مگر اس بات میں بھی صداقت ضرور ہے۔ کیونکہ آج پاکستان میں اکثر لوگ جو ہمیں دکھائی دے رہے ہیں یا دوسرے ممالک میں وہ گھسُن سے ڈرتے ہیں، اللہ سے نہیں ڈرتے۔ خواہ اللہ پر یقین بھی رکھتے ہوں۔

یہ مسئلہ ہے جو مسیح موعود بیان فرما رہے ہیں، "اپنی بنی نوع کی وجہ سے اس سے جھٹ پٹ متاثر ہو جاتا ہے اس لئے کامل انسان کی صحبت اور صادق کی معیت اسے وہ نور عطا کرتی ہے جس سے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے"۔ اب صادق کی معیت میں اگر وہ سچی معیت ہے تو جس وجود کو دیکھ رہا ہے وہ خدا نما ہوتا ہے وہاں نظر ٹھہر نہیں جاتی۔ یہ باتیں میں پہلے بھی کھول چکا ہوں کہ ایسے لوگ جو پیر پرستی کا رجحان رکھتے ہیں وہ صادق کی صحبت اختیار کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ ان کو صرف پیر ہی دکھائی دیتا ہے اور اگر وہ سچا تھا بھی تو خدا کی طرف اس کی انگلیاں نہیں اٹھ رہی ہوتیں۔ اگر اٹھتی ہیں تو یہ بیوقوف اپنی پیر پرستی کے رجحان کی وجہ سے ان کو دیکھ نہیں سکتا۔ تو وہاں جا کے نظر ٹھہر گئی جو مقصود نہیں ہے اس سے نظر اوپر اٹھنی چاہئے تھی تو دونوں کی سچی تعریف فرما دی۔ صادق بھی وہ جس کی معیت سے اسے وہ نور عطا ہو جو خدا دکھا دے اور طلبگار بھی مستقیم جستجو کے ساتھ طلب کرنے والا خدا کو اس وجود میں دیکھے نہ کہ صرف اس وجود پر

SATELLITE WAREHOUSE

MTV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

نظر ٹھہر جائے۔

فرمایا، "اور گناہوں سے بچ جاتا ہے"۔ (الحکم جلد نمبر ۴۴، ۳۰ / نومبر ۱۹۰۱ء) اب گناہوں سے بچنے کا طریق کیا ہے۔ جب آپ دیکھ رہے ہیں ایک دیکھنے والے کو جو آپ کے حال سے باخبر ہے تو لازم ہے کہ آپ گناہوں سے بچیں۔ پھر فرمایا، "یاد رکھنا چاہئے کہ بیعت اس غرض سے ہے کہ تا وہ تقویٰ کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کی جاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور ببرکت توجہ صادقین وجذبہ کاملین طبیعت میں داخل ہو جائے اور اس کا جزو بن جائے"۔ یہ عبارت مشکل عبارت ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض دفعہ ایسی اصطلاحیں استعمال فرمانے پر مجبور ہوتے ہیں جو تھوڑے لفظوں میں زیادہ بات لوگوں تک پہنچا سکیں۔ تو یہ عربی کے مشکل لفظ ہیں اور ایسے مشکل لفظ ہیں جو بسا اوقات علماء کے لئے بھی سمجھنا مشکل ہوتے ہیں اس لئے میں عرض کر دیتا ہوں کیا مطلب ہے۔

"وہ تقویٰ کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کی جاتی ہے"۔ پہلے تو یہ سوچنے والی بات ہے کہ تقویٰ کو مذکر بھی بیان فرمایا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور مؤنث بھی۔ تقویٰ جو حقیقی تقویٰ اور آخری تقویٰ ہے وہ مذکر ہی کہلاتا ہے۔ یعنی جو تقویٰ کی حالت ہے اصل تقویٰ نہیں اسے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مؤنث میں استعمال فرما رہے ہیں کیونکہ آغاز میں جو ترقی کے لئے تقویٰ ضروری ہوا کرتا ہے جیسا ھدیً للمتقین فرمایا گیا یہ تقویٰ وہ تقویٰ نہیں ہے جو اس کوشش اور جدوجہد کے بعد نصیب ہوگا جو ابتدائی تقویٰ انسان کو عطا ہوتا ہے۔ یعنی جدوجہد اور کوشش ایک تقویٰ کی ابتدائی حالت کا نام ہے۔ پس اس حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ یہ ایک حالت ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو تانیث میں بیان فرماتے ہیں۔

چنانچہ سچے تقویٰ میں تصنّع ہو ہی نہیں سکتا۔ سچے تقویٰ میں تکلف کیسا۔ تو تکلف اور تصنع کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ قرآنی اصطلاح تقویٰ کی بات نہیں ہو رہی بلکہ قرآنی اصطلاح اس تقویٰ کی بات ہو رہی ہے جو ایک حالت کا نام ہے جو تکلف اور تصنع سے اختیار کرنی پڑتی ہے تاکہ بالآخر اس کوشش کے نتیجے میں آخری تقویٰ نصیب ہو جائے۔ فرمایا اول حالت میں تصنع سے اختیار کی جاتی ہے۔ 'دوسرا رنگ پکڑے'۔ یہ دوسرا رنگ ہے جس میں اصل راز چھپا ہوا ہے۔ یہ تکلف والا تقویٰ جب تک دوسرا رنگ نہ پکڑے۔ یعنی وہ تقویٰ کا رنگ جس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں ایک مذکر کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور اردو میں بھی ہم ہمیشہ مذکر ہی استعمال کرتے ہیں، جب تک یہ ابتدائی حالت اُس حالت میں تبدیل نہیں ہو جاتی جو تقویٰ کا دوسرا رنگ ہے اس وقت تک یہ جدوجہد جاری رہنی چاہئے۔

"اور ببرکت توجہ صادقین وجذبہ کاملین طبیعت میں داخل ہو جائے"۔ یہ جو دوسرا رنگ ہے اس کو طبیعت میں داخل کرنے کے لئے صادقین کی توجہ ضروری ہوا کرتی ہے۔ "جذبہ کاملین" اور جو کامل لوگ ہیں ان کا جذبہ ہے جس کے نتیجے میں یہ دوسرا رنگ دل پر نقش ہو جاتا ہے اور دل پر قبضہ جما لیتا ہے۔ یہ صادقوں کی برکت اور کاملین کے جذبے کی وجہ سے ہے۔ اب یہاں جذبہ کیسا؟ کاملین جب ایسے شخص کو جدوجہد میں مبتلا دیکھتے ہیں تو ان کے دل میں ایک غیر معمولی محبت کا جذبہ ان کے لئے اٹھتا ہے ان کے فکر میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ یہی جذبہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی میں ہمیں صحابہ میں کارفرما دکھائی دیتا ہے۔ اور بکثرت احادیث میں گواہیاں موجود ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کسی کی ابتدائی حالت دیکھ کر اس پہ رحم فرمایا کرتے تھے اور دعا کیا کرتے تھے، تمنا کرتے تھے کہ یہ ادنیٰ سے اعلیٰ حالتوں کی طرف منتقل ہو۔

یہ وہ جذبہ کاملین ہے جو 'طبیعت میں داخل ہو جائے'۔ جب تک داخل نہ ہو جائے، اس کا جزو نہ بن جائے اس وقت تک ایسے سالک کو امن سے نہیں بیٹھنا چاہئے۔ اس کے بعد پھر کیا ہوگا۔ "اور وہ مشکوٰتی نور دل میں پیدا ہو جاوے"۔ وہ مشکوٰۃ جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے مَثَلُ نُورِہٖ اسی مشکوٰۃ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یاد رکھو وہ نور ہیں جس کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ یہ ایک مشکوٰۃ کی طرح ہے جس میں اللہ کا نور چمک رہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے"۔ اب دیکھیں زبان مشکل لیکن مضمون کتنا حقیقی اور یقینی اور واضح، اپنی ذات میں واضح ہونا چاہئے مگر سمجھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوٹے لفظوں میں بیان کرنے کی خاطر یہ اصطلاحیں بیان فرمانی پڑتی ہیں۔

یہ مشکوٰتی نور کیسے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ "جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے"۔ عبد کو اپنے رب سے اگر بہت گہرا تعلق ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ عبد کامل اور اللہ الربّ۔ تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ کا نور عبد کے دل میں منتقل نہ ہو جائے۔ تو نوروں کے حصول کے رستے دکھا دئے ہیں ورنہ دور کی باتیں تھیں۔ اب دیکھو کتنا ان باتوں سے انسان حقائق کے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ "جس کو متصوفین دوسرے لفظوں میں روح قدس بھی کہتے ہیں"۔ یہ جو کیفیت ہے کہ دل میں نور جاری ہو جائے اور عبد اور رب کا تعلق ہو جائے اس کیفیت کو جو تصوف والے لوگ ہیں وہ روح قدس بھی کہتے ہیں۔

اب یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الروح القدس کی بات نہیں فرمائی ہے جو فرشتے کا نام ہے۔ فرمایا اس حالت کو تصوف والے لوگ روح قدس بیان کرتے ہیں کہ روح سچی ہو گئی اس شخص کی اپنی روح سچی ہو جاتی ہے۔ "جس کے پیدا ہونے کے بعد خدا تعالیٰ کی نافرمانی ایسی بالطبع بری معلوم ہوتی ہے کہ جیسے وہ خود خدا تعالیٰ کی نظر میں بری اور مکروہ ہے"۔ روح قدس کی تعریف یہ ہے کہ مزاج اتنا اللہ سے مل گیا کہ جس چیز کو اللہ برا دیکھتا ہے اس کو یہ بھی برا دیکھتا ہے اور طبیعت میں کتنی آسانی سے گناہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب تک گناہ مکروہ دکھائی نہ دے اور برا نظر نہ آئے اس وقت تک اس سے بچنے کی کوشش بڑا مشکل کام ہے۔ وہ لازماً اپنی طرف کھینچے گا۔ فرمایا اس روح کامل کے حصول کی کوشش کرو جو عبد سے اپنے رب کی سچی محبت کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہو تو اگلا کام خدا کا کام ہے پھر تمہیں کسی کوشش سے اس مقام کو حاصل کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، جو محبت کے نتیجے میں خود بخود حاصل ہو جائے گا اور ایک نور آسمان سے تمہارے دل پر اترے گا اور تمہاری فطرت کو پاک کر دے گا۔ اور فطرت کی پاکیزگی کا مطلب ہے اللہ قدوس ہے تو تم بھی قدوس ہو ایک جیسے ہو جاؤ اپنی چاہتوں میں، اپنی نفرتوں میں ایک جیسے ہو جاؤ۔

"وہ خود خدا تعالیٰ کی نظر میں بری اور مکروہ ہے اور نہ صرف خلق اللہ سے انقطاع میسر آتا ہے بلکہ بجز خالق ومالک حقیقی ہر یک موجود کو کالعدم سمجھ کر فنا نظری کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے"۔ یعنی جب یہ حالت پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کے سوا جو خالق ومالک حقیقی ہے دوسرے تمام وجود گویا نظر سے غائب ہو جاتے ہیں انکی حقیقت ہی کوئی نہیں رہتی، عدم میں ڈوب جاتے ہیں۔ یعنی دنیا موجود تو رہتی ہے لیکن ان کی اہمیت ایک ذرہ بھی نہیں رہتی کہ وہ خدا کے مقابل پر اس کو اہمیت دیں۔ وہ پھرتے ہیں سرسری نظر سے دنیا کو دیکھ رہے ہیں۔ اس کے حسن کا بھی ملاحظہ کرتے ہیں مگر وہ حسن ان کو اپنی جانب نہیں کھینچ سکتا کہ خدا سے ہٹ کر مل جائیں۔

ابھی مضمون باقی ہے اور وقت ختم ہو گیا ہے انشاء اللہ اسی مضمون سے آئندہ شروع کریں گے اور پھر اگلی آیات۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی خدمات ایسی ہیں کہ اس وقت کے عرب سربراہان مملکت اور اخبارات نے انہیں خراج تحسین پیش کیا مگر آج یہ ساری باتیں بھلا دی گئی ہیں۔

حضور نے اٹامک انرجی پاکستان کی تاریخ کے حوالہ سے بتایا کہ اگر پاکستان میں کسی سیاستدان کے سر اس کا سہرا بندھتا ہے تو وہ ایوب خان صاحب کے سر بندھنا چاہئے۔ جنہوں نے ۶۵ء کی جنگ کے بعد ایٹمی توانائی کے حصول کی طرف توجہ دی اور سائنس دانوں میں سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے سپرد یہ کام کیا اور آپ نے اس سلسلہ میں بنیادی کلیدی کردار ادا کیا اور سائنس دانوں کی ٹیمیں اس کام پر لگ گئیں۔ کوئی شریف النفس مؤرخ آپ کی اس سلسلہ میں خدمات کو نظرانداز نہیں کر سکتا۔ پھر یورینیم کی افزائش کے سلسلہ میں بھی بعض احمدی سائنس دانوں نے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ حضور نے اس سلسلہ میں بعض احمدی سائنس دانوں کا نام لے کر بھی ذکر فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ آج کے دور میں یعنی وہ دور جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے اس دور میں ایک بھی ایسی بات نہیں جو مسلمانوں کے مفادات سے تعلق رکھتی ہو اور اس کا آغاز حضرت مسیح موعودؑ یا آپؑ کے غلاموں نے نہ کیا ہو۔ مسلم لیگ کا آغاز، تاریخ پاکستان، کشمیریوں کے حقوق کی حفاظت، قیام پاکستان کے بعد پھر ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے سب سے بڑھ کر احمدیوں نے کام کیا۔ حضور نے بعض دانشوروں اور اخبارات کے بیانات کا ذکر بھی فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ اس قوم کی یادداشت بہت کمزور ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہے اخباروں میں ان چیزوں کو شائع کرنا شروع کر دیں۔

حضور ایدہ اللہ نے احباب جماعت کو نصیحت کی کہ بے دلی اور کمزوری نہ دکھائیں۔ اپنی نیکیوں پر استقامت اختیار کریں۔ قوموں کی تاریخ بدل جایا کرتی ہے۔ بالآخر صبر کو فتح نصیب ہوا کرتی ہے۔ اس وقت جو حالات ہیں ان میں پاکستان کے سر پر بہت بڑے خطرات منڈلا رہے ہیں۔ حضور نے ہندوستان اور پاکستان کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے اختلافات کے باوجود مشترکہ مصالح میں مل کر غور کریں اور مشترکہ مفادات کے تحفظ کے لئے ایک ایسی پالیسی اختیار کریں تو مغربی ممالک کی پالیسی کو ناکام ونامراد کر سکتے ہیں۔

اخبار الفضل کی اہمیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۹ / دسمبر ۱۹۵۴ء کو ربوہ سے اخبار الفضل کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا:

"...... اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے"۔ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی خریداری قبول کر کے اور اس میں اشتہار دے کر اخبار کی معاونت کیجئے۔ (مینیجر)

حذر اے چیرہ دستاں

(پروفیسر راجہ نصراللہ خان۔ ربوہ)

بے شک قرآن کریم علم و حکمت کا بے مثل خزینہ ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے رشد وہدایت کا ذریعہ ہے۔ اگر اس کے بیان فرمودہ علم و معرفت اور تلقین عمل کو حرزجان بنا لیاجائے تو انسان اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق ٹھہرتا ہے لیکن اگر اس کی پاکیزہ تعلیمات سے عملاً کنارہ کشی اختیار کی جائے تو وہی انسان اسفل سافلین کی اتھاہ اور اندھیری گہرائیوں میں جا گرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم یہود کے ظاہری علم وفضل کے مقابل پر ان کے عملی لحاظ سے تہی دست ہونے کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتا ہے:

(ترجمہ): جن لوگوں پر تورات کی اطاعت واجب کی گئی ہے مگر باوجود اس کے انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ ان کی مثال گدھے کی ہے جس نے بہت سی کتابیں اٹھائیں ہوتی ہیں (مگر جانتا کچھ نہیں) اللہ کے احکام کا انکار کرنے والی قوم کی حالت بہت بری ہوتی ہے اور اللہ ظالم قوم کو کبھی کامیابی کا منہ نہیں دکھاتا"۔ (سورہ جمعہ آیت ٦)

یہ دراصل تمام علمائے ظاہر کا نقشہ ہے جو بڑے علم وفضل کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اخلاق اور اعمال کے پیمانے پر پورا نہیں اترتے جبکہ علمائے ربانی وہ بندگان خدا ہوتے ہیں جن سے ایک عالم فیض پاتا ہے اور وہ ہر طرف معرفت وحکمت اور امن وسلامتی پھیلاتے ہیں اور ان کی وفات پر نیک دل لوگ دلی دکھ اور درد محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک ایسے ہی عالم ربانی حضرت شاہ عبدالعزیز ابن حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے انتقال پُر ملال پر حکیم مومن خان نے کہا تھا ؎

دست بیداد اجل سے بے سروپا ہوگئے
فقر ودیں، فضل وہنر، لطف وکرم، علم وعمل

جبکہ بے عمل اور بدخو مُلّاں کی علامہ اقبال نے یوں مذمت کی ہے ؎

دین کافر فکر و تدبیر و جہاد
دین مُلّا فی سبیل اللہ فساد

ھادی برحق کی حدیث مبارکہ

اللہ کے پیارے حبیب حضرت خاتم النبیین ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر آخری زمانہ کے مسلمانوں کی بگڑتی ہوئی حالت کا ذکر فرماتے ہوئے علماء سوء کے متعلق فرمایا:

"علمائھم شر من تحت ادیم السماء
منھم تخرج الفتنۃُ و فیھم تعود......"

ترجمہ: ان (بگڑے ہوئے لوگوں) کے علماء آسمان کے نیچے سب سے بری مخلوق ہونگے (کیونکہ) فتنے ان علماء سے اٹھیں گے اور (پھر) لوٹ کر ان کے اوپر ہی پڑیں گے۔

کوئی ظاہر بین ایسے علمائے ظاہر کی دستار فضیلت، اور چرب زبانی سے خواہ کتنا ہی متاثر ہو جائے حقیقت وہی ہے جو حضرت نبی طیب وامینؐ نے بیان فرما دی ہے کہ ان علمائے سوء سے بدتر مخلوق کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔ ان کی خالی خولی باتوں کا کوئی اعتبار اور فائدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اکثر علمائے ظاہر تو برملا غلط بیانی، الزام تراشی اور (اللہ بچائے) بے مہار اور شرمناک دریدہ دہنی کے کھلم کھلا مرتکب ہوتے ہیں۔ اور محراب ومنبر کی تقدیس وتعظیم کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتے۔ مولانا حالی نے ایسے بدخُلق لوگوں کے متعلق فرمایا ہے:

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی
جگر جس سے شق ہوں وہ تقریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

(مسدس حالی صفحہ ٦٥ مطبوعہ ۱۹۳۲ء)

اسلامی تعلیم اور اعلیٰ اخلاق کا تقاضا

یہ ایک حقیقت ہے کہ ان بے انصاف اور غوی علماء کی ان حرکتوں سے فکرِ راست رکھنے والے لوگ بہت تنگ آتے ہیں اور وہ کم از کم تحریری وتقریری طور پر اسلامی تعلیم واخلاق سے اصل خدوخال ضرور واضح کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے معروف دانشور قلمکار الطاف گوہر اپنے مضمون "نئے سوال، وہی پرانا جواب" مطبوعہ نوائے وقت مورخہ ۲۰/دسمبر ۱۹۹٦ء میں رقمطراز ہیں:

"مساوات کا تصور ہمارے دین کا حصہ ہے۔ قرآن کریم میں باربار کہا گیا ہے کہ عقیدے کی خاطر کسی پر ظلم نہ کرو۔ ساری دنیا نے اس تصور کو اپنالیا۔ یورپی ملکوں میں جب آپ کو شہریت مل جائے تو قانون کی نظر میں آپ کی حیثیت وہی ہو جاتی ہے جو اس ملک کے آبائی باشندوں کی ہوتی ہے...... کراچی میں پچھلے چند ہفتوں سے کیا ہورہا ہے؟ مذہبی جماعتیں احتجاج کررہی ہیں کہ ایک احمدی کو صوبائی کابینہ میں کیوں رکھا گیا ہے۔ ہمارے آئین میں ایسی کوئی بندش نہیں جس کی بناء پر احمدی شہریوں کو کابینہ میں شمولیت سے محروم کیاجائے۔ علمائے کرام اگر یہ کہتے کہ جس شخص کو وزیر بنایا گیا ہے وہ اس کا اہل نہیں یا اس کا ماضی داغدار ہے اور اسے کوئی ریاستی ذمہ داری نہیں دینی چاہئے تو ان کا مطالبہ قابل توجہ ہو سکتا تھا۔ مگر یہ کہ وہ شخص احمدی ہے اس لئے اسے کابینہ سے خارج کردیا جائے ہمارے آئین اور ہمارے عقیدے کی توہین ہے"۔

مکافات عمل

چونکہ آج کل کے ظاہر پرست علماء صحیح عمل کی راہ سے دور جا چکے ہیں اور فتنہ وفساد (جو بموجب حدیث مذکورہ بالا ان کی سرشت اور قسمت میں داخل ہے) ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے خاص طور پر علمائے پاکستان کا۔ اس لئے ان لوگوں نے سراسر ظلم اور ضلالت سے کام لیتے ہوئے گزشتہ کئی سالوں کے دوران جماعت احمدیہ پاکستان پر بے حد مظالم ڈھائے ہیں۔ جہاں جہاں ان کا بس چلا انہوں نے احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیزی سے کام لیا اور کئی مقامات پر مسجدوں کی بے حرمتی کی۔ ان کو جلانے اور ڈھانے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ قرآن کریم اور دوسری دینی کتب کو نذر آتش کرتے ہوئے بھی انہیں خدا کا خوف نہیں آیا۔ کئی مقامات پر ایسے نیک فطرت، پاکباز اور اعلیٰ اخلاق کے مالک احمدیوں کو بڑے ظلم اور سفاکی سے کام لیتے ہوئے شہید کرڈالا جن کی خدمت انسانیت کے جذبہ اور اعلیٰ اوصاف کے علاقہ بھر میں گن گائے جاتے تھے۔

ان مسلسل قبیح اور انسانیت سوز حرکتوں پر ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ ان مخالفوں کو باربار توجہ دلاتے رہتے ہیں کہ ان کی یہ قبیح حرکات سراسر غیر اسلامی اور غیر انسانی ہیں۔ وہ ان سے باز آجائیں ورنہ یہ سارا حساب قدرت کا انتقام خود چکائے گا۔ لیکن افسوس ان لوگوں کی شقاوت اور قساوت بڑھتی ہی چلی گئی۔ آخر حضرت امام ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپ کی جماعت کی پرسوز دعائیں رنگ لائیں اور حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۱۰/جنوری ۱۹۹۷ء کو خطبہ جمعہ میں ان علمائے سوء وبدخو کو ایک بار پھر مباہلہ کا چیلنج دیا اور یہ تنبیہ کی کہ بے گناہ احمدی شہداء کے خون اور جماعت احمدیہ عالمگیر کے خلاف گھناؤنے اقدامات اور سازشیں خود ان سازشیوں اور ظالموں پر موت کے سائے کی صورت میں اس سال اور اگلے سال (۱۹۹۷ء اور ۱۹۹۸ء) ظاہر ہونگی۔

آج جو کچھ بوئے گا کاٹے گا کل

یہ نہایت ہی دکھ کی بات ہے کہ وطن عزیز پاکستان کو عملاً جہنم اور قتل گاہ بنانے کے لئے ان فرقہ پرستوں اور چیرہ دستوں نے نہایت ہولناک اور مکروہ حرکتیں کیں۔ اس کے لئے پاکستان کے دو وسیع الاشاعت اخباروں کے اداریے پیش کئے جاتے ہیں:-

علمائے پاکستان کا تشدد، سخت دلی اور فتنہ وفساد کس حد تک بڑھ گیا ہے اس کی کچھ جھلک نوائے وقت کے اداریہ بعنوان "برداشت کا کلچر پیدا کیجئے" کا کچھ حصہ ملاحظہ فرمائیے:

"پاکستان میں گزشتہ کئی برس سے محاذ آرائی کی سیاست جاری ہے اور مختلف جماعتوں کے رہنما ایک دوسرے کے خلاف ایسی زبان استعمال کرتے ہیں جس سے جذبات میں اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مختلف سیاسی اور دینی جماعتوں کے کارکن جب کبھی آپس میں ملتے ہیں تو ان میں مارکٹائی شروع ہو جاتی ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور اس میں بسنے والوں کی ۹۹ فیصدی تعداد مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ جن کے بارے میں کہاجاتا ہے کہ وہ آپس میں رحیم وشفیق ہوتے ہیں اور دشمن کے مقابل پر لوہا ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن ہماری سیاسی محاذ آرائی کی وجہ سے امت مسلمہ آپس میں لڑنے میں مصروف ہے اور عدم برداشت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ہمیں کسی دوسرے کا وجود بھی گوارا نہیں ہے۔ اسلئے ہم تمام سیاسی اور دینی رہنماؤں سے گزارش کریں گے کہ وہ پاکستان میں برداشت کا کلچر پیدا کرنے کی کوشش کریں"۔

(نوائے وقت اداریہ مورخہ ۱۰.۱.۹۷)

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

ہفت روزہ

الفضل انٹرنیشنل

کاسالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (٦۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینیجر)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر
پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

الذین سبقونا بالایمان

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب بہاولپوری (مرحوم) فاضل دیوبند

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب بہاولپوری مرحوم جماعت احمدیہ کے ایک خاموش، درویش منش اور صاحب رؤیا و کشوف بزرگ عالم دین تھے۔ آپ نے قرآن کریم کی بعض سورتوں کی تفسیر خصوصاً سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ الکهف شائع کرکے خاص شہرت پائی۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے جماعت کے اخبارات اور رسائل میں ان گنت علمی مضامین کے خزانے چھوڑے ہیں۔

آپکے قبول احمدیت کی داستان بہت ایمان افروز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی آپ کی رہنمائی احمدیت کی طرف فرمائی اور صداقت احمدیت کو قبول کرنے کی سعادت و توفیق بخشی۔ اس پہلو سے آپکا وجود دیگر ہزارہا افراد کی طرح حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اس الہام الٰہی کی صداقت پر ایک گواہ تھا جس میں حضور علیہ السلام کو خبر دی گئی تھی کہ ینصرك رجال نوحی الیھم من السماء۔ یعنی ایسے عظیم لوگ تیری مدد کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ قارئین الفضل کی دلچسپی کے لئے حضرت مولانا عبداللطیف صاحب بہاولپوری کے قبول احمدیت کی داستان خود آپ ہی کے الفاظ میں پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"مجھے ابتدائے عمر سے احمدیت کے خلاف ہمیشہ ایسی باتیں سننے میں آتیں جن کی وجہ سے دل میں سلسلہ کے خلاف شدید نفرت پیدا ہوگئی۔ یہاں تک کہ خلوت میں دعائیں بھی اس قسم کی کی جاتیں کہ الٰہی کسی مرزائی (احمدی) کی شکل تک نظر کے سامنے نہ آئے۔ خاکسار نے دارالعلوم دیوبند میں نصاب تعلیم کی تکمیل کی۔ بعد فراغتِ تعلیم جب گھر واپس آیا تو ایک دفعہ میرے والد صاحب مرحوم و مغفور نے مجھ سے دریافت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں۔ تو جھٹ اسی پرانے عقیدے کی بنا پر یہی جواب دیا کہ زندہ ہیں اور کہا کہ اہل سنت والجماعت کا یہی اجماعی عقیدہ ہے۔ حالانکہ اس مسئلہ کے متعلق خود کبھی تحقیق نہیں کی تھی۔ پرانا عقیدہ دل میں اس قدر راسخ تھا جس کی وجہ سے تحقیق کی طرف توجہ دینا ہی فضول سمجھتا تھا۔ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس ورطۂ ضلالت سے نکالنا چاہا تو اپنی صفت رحمانیت کے ماتحت میری ہدایت و راہنمائی کا سامان بھی عجیب طرح غیب سے پیدا فرمایا۔ بجائے اس کے کہ کسی احمدی سے میری ملاقات ہوتی اور اس سے تبادلہ خیالات کر کے کسی نتیجہ پر پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے میری ہدایت کا نرالا سامان مہیا فرمایا۔

ضلع حیدر آباد سندھ میں ایک گاؤں بنام "گوٹھ پیر جھنڈا" ہے۔ اس میں مولوی عبیداللہ سندھی نے ایک عربی مدرسہ بنام دارالرشاد قائم فرمایا تھا۔ جس میں ابتداءً مولانا موصوف خود بھی تعلیم دیتے تھے۔ بعد میں جب آپ سیاست میں منہمک ہو گئے تو پہلے کچھ عرصہ دیوبند میں قیام پذیر ہو کر ایک تحریک چلائی۔ مگر بعد میں بعض وجوہات کی بنا پر وہاں سے ہٹ کر دہلی میں اس تحریک کو کامیاب کرنے کے لئے "نظارۃ المعارف القرآنیہ" کے نام سے قرآنی تعلیم کی درسگاہ قائم فرمائی۔ سندھ سے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کے اس مدرسہ دارالرشاد کے انتظام کا کام ایک انجمن تعلیم وارشاد کے سپرد تھا۔ ۱۹۲۲ء کا واقعہ ہے کہ مجھے اس مدرسہ میں تعلیم دینے کی خاطر بلایا گیا۔ جب میں نے تعلیمی چارج لیا تو الٰہی حکمت سے تفسیر قرآن

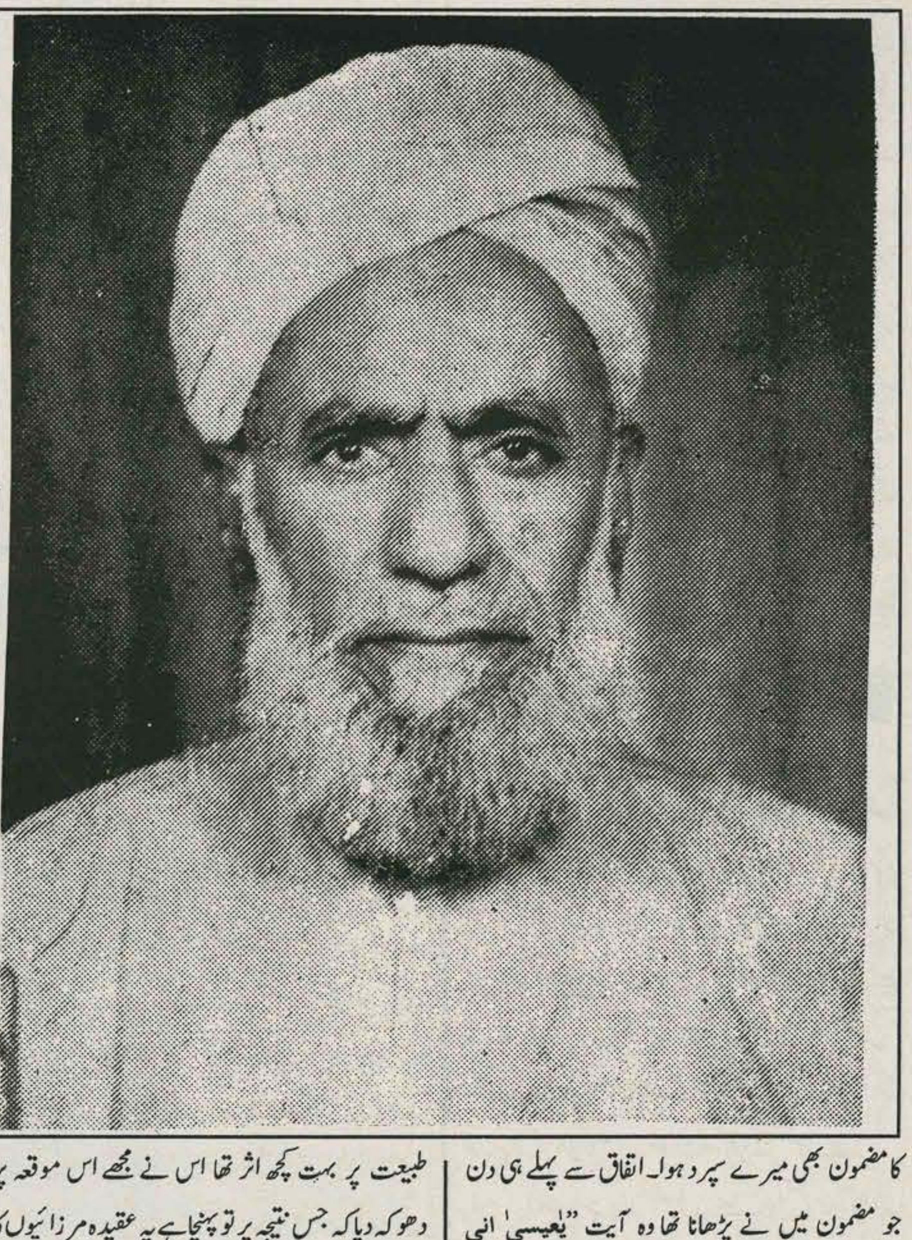

کا مضمون بھی میرے سپرد ہوا۔ اتفاق سے پہلے ہی دن جو مضمون میں نے پڑھانا تھا وہ آیت "یٰعیسیٰ انی متوفیك وَ رافعك اِلیَّ" کی تفسیر کا تھا۔ چونکہ میں نووارد تھا اور ماشاء اللہ طلبہ بھی اچھے لائق اور ہوشیار تھے اس لئے اس آیت کے متعلق مجھے اچھی خاصی تحقیق کی ضرورت تھی۔ وہاں اعلیٰ پیمانہ پر ایک کتب خانہ بھی تھا رات کو جب میں نے کتب تفاسیر وغیرہ کا انبار لے کر مطالعہ شروع کیا تو میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جس مسئلہ کو ہمیں فاضل استادوں نے اہل سنت کا اجماعی عقیدہ جتلا کر مضمون ازبر کرایا تھا وہ نظریہ ہی صریح غلط اور پر فریب نظر آیا۔ میں جوں جوں کتب تفاسیر کا مطالعہ کرتا اس مسئلہ میں سلف صالحین سے دونوں قسم کی روایات پاتا اور جب وفات مسیح کے دلائل پر غور کی تو مجھے یہی پلہ بھاری نظر آیا۔ اور اس کے مقابل حیات مسیح کی دلیلیں کمزور اور پھسپھسی سی معلوم ہوئیں۔ مطالعہ کتب کے بعد میرے دل کی کیفیت یہ ہو گئی کہ جس کو میں قبل ازیں اپنا ایمانی عقیدہ قرار دے رہا تھا اس کے متعلق مجھے پورا انکشاف ہو گیا کہ یہ فریب نفس سے کچھ زیادہ نہیں تھا۔ (ع)

أتحت رجلك ، فرس او حمار

اس پر میری طبیعت حیاتِ مسیح کے عقیدہ سے بیزار ہو گئی۔ اگرچہ مجھے اب تک کسی احمدی سے مل کر ان سے تبادلہ خیالات کرنے اور ان کے عقائد کا جائزہ لینے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ چونکہ نفس امارہ کا ابھی تک میری طبیعت پر بہت کچھ اثر تھا اس نے مجھے اس موقعہ پر دھوکہ دیا کہ جس نتیجہ پر تو پہنچا ہے یہ عقیدہ مرزائیوں کا ہے۔ چونکہ ان کے متعلق دوسرے علماء کی طرح علمائے دیوبند کا بھی یہی فتویٰ تھا کہ وہ ضالّ و مُضِلّ اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس طرح جو نفرت میرے دل میں احمدیوں کے متعلق تھی اس جذبہ نفرت کو ابھار کر میرے نفس نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ مرزائیوں کی طرح کہیں تو خود گمراہ ہو کر دوسروں کو گمراہ کرنے کا باعث نہ بنے اس سے دل میں خوف پیدا ہوا۔ چونکہ رحمت الٰہی نے دستگیری فرمانی تھی۔ دل میں فوراً خیال آیا کہ اس کے متعلق استخارہ کر لوں۔ فوراً اٹھا۔ وضو کر کے نماز شروع کی۔ دعائے استخارہ کرنے کا موقعہ تو آخر میں آنا تھا۔ اس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے میرے انشراح صدر کے لئے آسمانی کھڑکی کھول دی۔

سورۃ فاتحہ ختم کر کے ابھی دوسری سورۃ پڑھنے ہی والا تھا کہ طبیعت میں ایک قسم کی ہچکچاہٹ سی ہوئی کہ کون سی سورۃ پڑھوں اس حالت میں معاً ایسا محسوس ہوا جیسا کوئی دھکا دے کر سورہ ضحیٰ پڑھنے کو کہتا ہے۔ تب فوراً ہی سورۃ ضحیٰ کی تلاوت شروع کی۔ زبان پر تو سورۃ ضحیٰ کے الفاظ جاری تھے مگر دل کی کیفیت کچھ اور ہی تھی۔ القائی طور پر جو سورۃ کا مفہوم دل پر وارد ہوا اس میں کچھ ایسا کھویا کہ محوِ حیرت بن گیا۔ یہ مفہوم میرے دماغی تفکر کا نتیجہ نہیں تھا۔ کیف آمد تھی آورد نہ تھی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ گویا یہ سورۃ میرے لئے نازل ہوئی ہے اور اس میں میری دعائے استخارہ کا جواب ہے۔

سورۃ کے مضمون کا مجھ پر یوں انکشاف ہوا گویا مجھے خطاب ہو کر ارشاد ہوتا ہے کہ تو گھبراتا کیوں ہے۔ ہمارے ظاہری نظامِ لیل و نہار کی طرح ایمان کے روحانی نظام میں بھی ایک طرح کے لیل و نہار ہیں۔ عقائدِ حقہ اپنے روشن دلائل اور براہین نیرہ کی تیز شعاعوں کے ساتھ بصیرت ایمانی کے لئے گویا ضحوۃ النہار ہیں اور عقائدِ باطلہ اپنے کمزور دلائل، اغلوطات اور تاویلات رکیکہ کی تاریکی میں محجوب ہونے کے باعث اندھیری رات کی مانند ہیں۔ پس ان دونوں کا دنیا میں موجود رہنا بھی قانون الٰہی کے ماتحت ضروری ہے۔ اس سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ بصیرت کی آنکھ سے ان کے آثار و اثمار کا مشاہدہ کرنا چاہئے۔ اس وقت جو تجھ پر حقیقت حال کا انکشاف ہوا ہے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ خدا تجھ سے روٹھا نہیں پس گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی۔

اس کیف سے بھرپور ہونے کے بعد جب میں اپنے ہوش و حواس میں آیا تو دل میں ایسا اطمینان و سرور تھا جو حدِّ بیان سے باہر ہے۔ اور پھر جب پہلی رکعت ختم کر کے دوسری رکعت میں اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کی تلاوت کی تب تو روح گویا وجد میں آگئی اور آستانہ الٰہی پر سجدہ ریز ہو کر حمد الٰہی کا ترانہ یوں گانے لگی۔ الحمد للّٰہِ الَّذِی هَدَانا لِھٰذا وَ ما كُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْ لَآاَنْ هَدَانا اللّٰہ۔ اس انکشاف کے بعد اتنا تو واضح ہو گیا کہ احمدیوں کا مسلک وفات مسیح کے مسئلہ میں حق پر ہے مگر انکی طرف جو دوسری رکیک باتیں اور غلط عقائد منسوب کئے جاتے تھے ان کی بناء پر ان سے دل میں بدستور نفرت موجود تھی۔ احمدیت قبول کرنا تو کجا اس کے قریب پھٹکنا بھی ابھی تک گوارا نہ تھا۔ مگر ربوبیت الٰہیہ بھی میری اصلاح و ہدایت کے لئے ایک مناسب موقعہ کی تاک میں تھی۔

انہی دنوں میں مجھے مولانا عبیداللہ سندھی کے افاضات علمی سے بھی مستفید ہونے کا موقع ملا۔ آپ صوفی منش، روشن دماغ، وسیع المشرب تھے۔ عام مولویوں کے برعکس آپ کی طبیعت تعصّب مذہبی کے متعفنہ مواد سے پاک صاف تھی۔ آپ کھلے بندوں عموماً قادیان میں بھی جاتے تھے۔ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے درس میں شامل ہونے کا تو آپ نے کئی بار موقعہ پایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بھی حضور کے مسند خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے کئی دفعہ مولانا موصوف کو تبادلہ خیالات کرنے کا

موقع ملا۔ انہی تاثرات سے آپ کو بھی قرآن مجید کے مطالعہ کا بہت کچھ شغف تھا۔ حالاتِ حاضرہ کے مطابق قرآن مجید کے خطابات کو نئے اسلوب وانداز میں پیش کرنے کا آپ کو اچھا خاصا ملکہ تھا۔ احمدیہ تبلیغی نظام سے متاثر ہو کر آپ بھی مبلغین اسلام کی ایک جماعت قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس کے لئے آپ فاضلانِ دیوبند اور علی گڑھ کالج کے گریجویٹوں کے امتزاجِ عناصر اسلام کا حزب الانصار تیار کر رہے تھے۔ اس حزب کی تیاری کے لئے "نظارۃ المعارف القرآنیہ" نامی درسگاہ دہلی میں آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا۔ آپ کے درس کے نوٹوں کا قلمی مجموعہ مجھے وہاں مدرسہ دارالرشاد گوٹھ پیر جھنڈا میں دستیاب ہوا جس سے میں نے استفادہ کر کے احمدیت سے قبل ایک حد تک قرآن فہمی کے لئے ذوق حاصل کیا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے دل میں مسلمانوں کی اصلاح وترقی کے متعلق عمیق جذبہ موجزن تھا مگر ان کی اصلاح وتربیت کا طریقہ بزرگانِ زمانہ سید جمال الدین افغانی، شیخ محمد عبدہ، شیخ عبدالعزیز شادیش وغیرہ سیاسی لیڈروں کے مسلک سے ملتا جلتا تھا۔ آپ مسلمانوں کے سیاسی احساسات کو بیدار کرنے کے لئے مذہب اسلام اور قرآن کی تعلیم کو سیاسی رنگ میں پیش کرنے میں منہمک تھے۔ مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کو روشن کرنے کے لئے آپکا ایک خاص منصوبہ تجویز کردہ تھا جسے شاہ ولی اللہؒ کا فلسفہ قرار دیتے۔ سیاسی انہماک کے باعث آپ مہدی کی آمد کے عقیدہ کی یوں تاویل کرتے تھے کہ "اگر آئندہ زمانہ میں ایک ایسا عالم پیدا ہو جو سید بھی ہو (تا شیعہ سنی دونوں فرقوں کو متحد کر سکے) اور اعلیٰ درجہ کا امام بھی ہو۔ پس جس وقت مسلمانوں میں ایسا عالم پیدا ہو جو ان کو مرکز اسلام (حجاز وشام) اور مصر وایران وافغانستان وغیرہ کے مسلمانوں کو متحد کر دے تو یہی مہدی ہو گا"۔

(درس القرآن زیر آیت یاعیسی انی متوفیك ورافعك الی)

مولانا کی اس تاویل سے مجھے شدید انکار تھا۔ میں تو سیدھے طور پر عام مسلمانوں کی طرح اس مہدی کی آمد کا معتقد اور منتظر تھا جسے اللہ تعالیٰ خود مبعوث فرمائے گا۔ اور زمانہ کے پیش آمدہ حالات وعلامات کی رو سے آپ کے جلد مبعوث ہونے کی توقع بھی رکھتا تھا۔ فرطِ اشتیاق کے جذبہ سے سرشار ہو کر ایک دفعہ میں نے سورۃ بنی اسرائیل کی بعض آیات کے استنباط سے اس موضوع پر ایک مضمون بھی لکھنا چاہا مگر بعد میں اچانک دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اس مختصر مضمون کی بجائے کیوں نہ مکمل سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر لکھی جائے۔ (چنانچہ یہ تفسیر میرے احمدی ہو جانے کے بعد بنام "دستورا لارتقاء" چھپ کر شائع ہو چکی ہے)۔ بعد کے واقعات سے معلوم ہوا کہ درحقیقت اس تحریک سے مشیت الٰہی میں میری ہدایت یابی کا سامان مقدر تھا جسے میں خود نہیں جانتا تھا۔ کیونکہ وہ مہدی موعود جس کی جلد تشریف آوری کی بشارت دینے کے لئے میں قلم اٹھانے لگا تھا۔ وہ امن کا شہزادہ، دنیا کو امن کا پیغام دینے والا موعود اقوام عالم تو واقعہ میں مبعوث ہو کر اپنا کام سرانجام فرما چکا تھا مگر اس کی شناخت سے میں اب تک جہالت کی وجہ سے محروم تھا۔ خدا تعالیٰ نے اب اس کے ذریعہ سے میرے لئے اس کی شناخت کا موقعہ غیب سے مہیا فرمایا تھا اور وہ یوں ہوا کہ جب میں سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا اور اس کے متفرق مضامین کی ترتیب وتنظیم کا خاکہ ذہن میں جمایا تو بعض جگہ تفسیر آیات اور ترتیب مضامین کے متعلق سخت مشکلات پیش آئیں جن کے حل کی بڑی کوشش کی، بعض استادوں سے دریافت کیا، کتب تفاسیر دیکھیں مگر گرہ کشائی نہ ہو سکی۔ آخر آستانہ الٰہی پر گر کر متضرعانہ دعاؤں سے رحمت الٰہی کا دروازہ کھٹکھٹایا تو بحمد اللہ گوہر مراد پالیا۔

اجابت دعا کا نمونہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی افاضہ سے مقام محمود کی تفسیر کا انکشاف

ان پیش آمدہ عقدوں میں سے ایک اہم ترین عقدہ مقام محمود کی تفسیر کے متعلق تھا۔ عام طور پر تو مفسرین آیت عسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مقاماً مَحمُوداً کے وعدہ کو آخرت پر چسپاں کرتے ہوئے وہ روایات بیان کرتے ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ قیامت کے دن آنحضرت ﷺ تمام اُمتوں کی شفاعت کے لئے دربارِ الٰہی میں سر بسجود ہونگے۔ مجھے ان کی اس تفسیر پر دراصل کوئی اعتراض نہیں تھا مگر اسے محض وعدۂ فردا قرار دینا ذوقِ سلیم پر گراں گزرتا تھا۔ میرا قلب مضطرب تو اسے آنحضرت ﷺ کی حیات مقدسہ کے متعلق پیشگوئی سمجھتے ہوئے اس کا ظہور بدیہی طور پر واقعات مشہودہ کی صورت میں دیکھنے کا متمنی تھا۔ تا مبلغ اسلام خود علی وجہ البصیرت ہو کر اور حاملِ لواء الحمد بن کر اقوام عالم کو یہ بشارت سنا سکے۔ اس رنگ میں تفسیر کے لئے مجھے اساتذہ یا علمائے زمانہ کی طرف رجوع کرنا بے سود نظر آیا۔ کیونکہ اس سے مجھے خطرہ تھا کہ مجھ پر تفسیر بالرائے کے قائل ہونے کا فتویٰ نہ جڑ دیا جائے۔ مگر دل کی پیاس بجھتی بھی نظر نہیں آتی تھی۔ آخر جناب الٰہی میں تضرع والحاح سے دعا کی تو یہ عقدہ بھی حل ہوا۔ میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ میری قسمت ایسی جاگے گی کہ روح پر فتوح حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرے لئے خضرِ راہ بنے گی کیونکہ جھوٹے پروپیگنڈا کے باعث آپ کی ذات کے متعلق اب تک میرے دماغ میں بدظنی کا زہریلا اثر موجود تھا۔ البتہ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کچھ حسنِ ظنّی تھی کیونکہ استادوں سے سنا ہوا تھا کہ آپ عالم متبحر ہیں مگر کسی مصلحت سے مرزا صاحب کے پیرو بن گئے ہیں۔ میں دعا کر کے سو گیا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ پالتی لگائے بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے زانو پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سر مبارک رکھے خواب استراحت فرما رہے ہیں۔ چونکہ میں نے حضرت مولانا موصوف کے علمی تبحر کا چرچا سنا ہوا تھا فوراً آپ کی خدمت میں اپنا عقدہ پیش کر کے اس کا حل چاہا۔ قبل اس کے کہ حضرت مولانا ممدوح میرے سوال کا جواب دیتے دیکھا کہ میری گفتگو ختم ہوتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیدار ہو گئے اور جلدی سے اٹھ کر میری طرف مخاطب ہو کر ایک مفصل اور لمبی تقریر فرمائی جو نہایت ہی دلچسپ اور معارف وحقائق سے لبریز تھی۔ آپ کی تقریر سن کر میرے تمام عقدے حل ہو گئے اور جو کیفیتِ سُرور اس تقریر کے سننے سے میرے دل میں پیدا ہوئی اسے اب تک میرے قلب نے فراموش نہیں کیا۔

بیدار ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا اور اپنے سابقہ خیال سے توبہ واستغفار کی۔ اب میرا ذہنی انقلاب ہو چکا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات سے جو مجھے پہلے نفرت وبدظنی تھی وہ دور ہو چکی اور آپؑ کی صداقت ومحبت کے جذبہ سے دل معمور ہو گیا۔ حضور کی تصانیف کا مطالعہ کر کے اپنے دل کی پیاس بجھائی اور حالاتِ سلسلہ کا تفحّص کر کے حصولِ حق میں بصیرت پائی۔ مگر ابھی تک نفسِ امّارہ کے چنگل سے پوری طرح نجات نہیں پائی تھی۔ بلکہ اب تک بھی دل میں ایک مخفی بُت موجود تھا جس کے توڑنے کے لئے پھر ایک آسمانی ضرب مقدر تھی اور وہ یوں کہ اگرچہ میں اس وقت احمدیت کو حق سمجھتا تھا۔ جب کبھی اس کے خلاف کوئی آواز سنتا تو غیرت برداشت نہ کرتی جب تک جواب نہ دے لیتا چین نہ پڑتا مگر بیعت کرنا ضروری نہیں جانتا تھا۔ حرّیت زمانہ کی مسموم فضا کے اثر سے نفسِ امّارہ کی جڑ صحنائے قلب میں ابھی باقی تھی جس کی وجہ سے میں اس وسوسۂ شیطانی کا شکار تھا کہ اسلام کے وسیع دائرہ کو جس میں کروڑوں مسلمان شامل ہیں چھوڑ کر احمدیت کے محدود دائرہ میں کیوں مقیّد بنوں۔ آوارگی نفس کی تاریکی میں کچھ عرصہ گزرا۔ آخر رحمت الٰہیہ نے آسمانی نور کی شعاع میرے دل ودماغ پر ڈال کر یہ ظلمانی پردہ بھی ہٹا دیا اور وسوسۂ شیطانی کی دیوار توڑ کر میری اصلاح کے لئے پھر ایک نیا روحانی نظارہ دکھایا۔

رؤیا میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنا

خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت وجیہہ شکل میں عمدہ سبز لباس پہنے کھڑے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک فل سکیپ کاغذ ہے جس میں مبایعین کے نام درج ہیں۔ تمام صفحہ ناموں سے بھرا ہوا ہے۔ صرف آخری سطر خالی ہے۔ حضور مجھے وہ کاغذ دے کر فرماتے ہیں کہ اس میں اپنا نام لکھ دو۔ میں وہ کاغذ لے لیتا ہوں۔ سامنے ایک پلنگ پڑا ہے جس کے سرہانے حضور مجھے بیٹھنے کا ارشاد فرماتے ہیں اور خود پائنتی کی طرف بیٹھ جاتے ہیں۔ حضور کے ان اخلاق کو میں دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہوں۔ پاس ہی قلم دوات پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اپنا نام لکھ کر کاغذ حضور کے حوالے کر دیا۔ پھر خیال آیا کہ بیعت کے لئے نام لکھ دیا مگر ابھی تو میرے دل میں بعض عقدے باقی ہیں۔ انہیں بھی آپ سے حل کرا لوں مگر حیا کی وجہ سے حضور کی خدمت میں عرض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اس اثناء میں بیدار ہو جاتا ہوں۔ وقت سحر تھا۔ اٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی اگر تیرا منشاء بیعت کرانے کا ہے تو دل کے عقدے بھی کھول دے تا کہ شرح صدر سے بیعت کر سکوں۔ اس رؤیا سے چند دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے دل کی وہ تمام کدورتیں دھو ڈالیں اور انشراحِ صدر سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ستمبر ۱۹۲۷ء میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ فالحمد لله على ذلك حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه.

(مضامینِ لطیفه صفحه ۲ تا ۱۲)

بقیه: کسوف و خسوف کا الٰہی نشان از صفحه ۳

۱۴ار رمضان تھی۔

(۸)......ازروئے پمفلٹ ابو غفیر محمد بن معاذ نے ۲۶۸ھ میں دعویٰ کیا اور ۲۹۷ھ تک اپنی قوم پر حکمرانی کرتا رہا۔ ۲۶۸ھ اور ۲۹۷ھ کے دوران ۲۸۳ھ (۸۹۶ء) میں دونوں گرہن رمضان کے مہینے میں ہوئے۔ سورج گرہن مقام مہدی سے نظر نہیں آ سکتا تھا۔ North Pacific Ocean سے نظر آ سکتا تھا۔ چاند گرہن کا ۱۴ار رمضان کو نظر آنا ممکن ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ واضح ہو گیا کہ دونوں گرہنوں کا مقام مدعی سے نظر آنا اور آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ پیشگوئی میں مذکور معیّن تاریخوں میں نظر آنا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ مندرجہ بالا لوگوں میں سے کسی کے وقت میں بھی ان کے دعویٰ کے بعد ان کی زندگی میں ان کے مقام پر اسی مہینہ کے ۱۳ار رمضان اور ۲۸ ر رمضان کو گرہن نہیں لگے۔ اور نہ ہی کسی نے ان گرہنوں کو اپنی سچائی کے گواہ کے طور پر پیش کیا۔

خاتمہ

اللہ تعالیٰ لوگوں کو توفیق بخشے کہ وہ ہمارے سید ومولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظیم الشان حدیث کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور اس سے راہنمائی حاصل کر کے ہدایت پائیں۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں یہ پیشگوئی بڑی صفائی کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔ آپ نے بار بار اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بھی اعلان فرمایا کہ کسوف وخسوف کے نشان میری تصدیق کے لئے ہیں۔ آپ ہی وہ مبارک وجود ہیں جن کے بارے میں رسول پاک ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے تو بھی جا کر اس کی بیعت کرنا نیز اس مہدی کو میرا سلام پہنچانا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے "عالم الغيب والشهادة فلا يظهره علىٰ غيبه احدا الا من ارتضى من رسول" (الجن آیت ۲۷، ۲۸) یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور وہ غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا سوائے ایسے رسول کے جس کو وہ اس کام کے لئے پسند کر لیتا ہے۔ ہمارے پیارے رسول حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم الغیب پانے میں بھی ممتاز مقام حاصل تھا اور یہ حدیث ہمارے زمانہ میں واضح طور پر پوری ہو کر رسول پاک ﷺ کی عظمت اور بلند شان کو آشکار کر رہی ہے۔ اللهم صل علىٰ سيدنا ومولنا محمد وعلى آل سيدنا و مولنا محمد و بارك و سلم انك حميد مجيد.

مکتوب آسٹریلیا

مختصر سائنسی خبریں

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

لہسن کی بُو، پیچش پیدا کرنے والے امیبا کو بھی ناگوار ہے

امیبا(Amoeba) یک خلیاتی (Single-Cell) مخلوق ہے۔ جو پانی، مٹی یا بطور پیراسائٹ جانوروں میں پایا جاتا ہے۔ وہ امیبا جو پیچش پیدا کرتا ہے لہسن کی بُو اس کے بعض اینزائمز(Enzymes) کو روک دیتی ہے اور اس طرح ان کی نشوونما رک جاتی ہے۔ لہسن میں وہ چیز جو بُو پیدا کرتی ہے اس کو Allicin کہا جاتا ہے۔

شاید یہی وجہ تھی کہ حکماء ہمیشہ سے پیاز اور لہسن کو بطور جراثیم کش دوا کے استعمال کرتے رہے ہیں۔ پیاز کا ایک مشہور فائدہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ خون کو جمنے(Blood Clotting) سے بچاتا ہے۔ چنانچہ گرم صحراؤں میں سفر کرنے والے Dehydration اور اس کے نتائج(خون جمنا وغیرہ) سے بچنے کے لئے اپنے ساتھ پیاز ضرور رکھتے تھے۔ عرب میں آج بھی پیاز بہت کھایا جاتا ہے۔

آپ کے دماغ کی ٹریننگ اور ترقی آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے

پروفیسر Michael Posner of Oregon University Eugene USA نے انسانی دماغ پر بڑے دلچسپ تجربات کئے ہیں۔ انہوں نے پہلے ایسے بچوں کے دماغوں کا مشاہدہ کیا جنہوں نے ابھی پڑھنا لکھنا شروع نہیں کیا تھا۔ پھر جیسے جیسے حساب اور لکھنا پڑھنا سیکھتے گئے ان کے دماغوں میں تبدیلیاں پیدا ہوتی گئیں۔ دماغ کے جو حصے زیر استعمال آتے گئے ان کے اجزاء میں باہم رابطہ بڑھ گیا جیسے انہوں نے ایک دوسرے سے بولنا شروع کر دیا ہو۔ جس بچے نے نہ پڑھا اس کا دماغ کورے کا کورا رہا۔

دماغ میں ان گنت قویٰ ودیعت کئے گئے ہیں لیکن وہ کار آمد اور مفید تبھی بنتے ہیں جب انہیں استعمال کیا جائے۔ پنگھوڑے کی عمر سے لے کر لحد تک علم حاصل کرتے رہنے میں یہی حکمت ہے کہ اس طرح انسان کا دماغ ترقی کرتا اور کار آمد رہتا ہے۔ اس لئے یہ کبھی نہ سوچیں کہ بوڑھے طوطے کیا سیکھیں گے۔

دانتوں کو صاف نہ رکھنے سے دل کی تکلیف بھی ہو سکتی ہے

مشہور مقولہ ہے کہ دانت اچھے تو صحت اچھی۔ اب نئی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ بیکٹیریا (Streptococcus Sanguis) جو منہ کے اندر تو بے ضرر ہوتا ہے لیکن جب خون کی رَو میں داخل ہوتا ہے تو یہ خون میں لوتھڑے (Clot) بنا سکتا ہے جس سے دل کا عارضہ پیدا ہوتا ہے۔

جن لوگوں کے مسوڑھوں میں تکلیف ہوتی ہے ان کو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

ایک اور ڈاکٹر نے ۲۵۶۶ سن یاس (Post-Menopausal) سے آگے نکلنے والی عورتوں کو زیر مطالعہ رکھا۔ معلوم ہوا کہ جن عورتوں کے دانت نکل گئے تھے ان کو ہڈیوں کے بھر بھرا ہونے اور ان میں کیلشیم کی کمی کی تکلیف ہو گئی تھی۔

منہ اور دانتوں کی صفائی اور مسواک کے استعمال پر تو اسلام میں ایسا زور دیا گیا ہے کہ گویا یہ عبادت کا حصہ بن چکا ہے۔

مریخ سے لائی جانے والی مٹی کے لئے خاص لیبارٹری کا قیام

ناسا امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ مختلف اداروں کے سائنس دان مل کر ایک ایسی لیبارٹری قائم کر رہے ہیں جس میں وہ تمام مٹی پتھر وغیرہ رکھے جائیں گے جو مریخ سے لائے جائیں گے۔ منصوبہ کے مطابق مریخ سے مٹی ۲۰۰۱ء، ۲۰۰۳ء، اور ۲۰۰۵ء میں لائی جائے گی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ خطرہ بہت معمولی ہے لیکن امکان ہے کہ مریخ سے لائی ہوئی مٹی کے ساتھ کچھ جراثیم بھی ساتھ زمین پر آجائیں جس سے زمین کے انسانوں، حیوانوں اور نباتات میں بیماری پیدا ہو جائے۔

خدا پر یقین، جسم اور روح دونوں کو صحت دیتا ہے

اس خبر کا عنوان ہے Faith Heals Body & Soul اور اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ امریکہ کے سائنس دانوں کی ایک ٹیم نے ۱۷۲۷، بوڑھوں کا مطالعہ اس غرض سے کیا کہ مذہب پر اعتقاد کا ان کے جسموں پر کیا اثر پڑتا ہے۔ انہوں نے واضح طور پر یہ پایا کہ اعتقاد کا جسم کے دفاعی نظام(Immune System) سے گہرا تعلق ہے۔

چنانچہ ٹیم کے سربراہ Dr Harold Koeing جو ڈرہم کی ڈیوک یونیورسٹی سے متعلق ہیں کہتے ہیں کہ "ہمارا خیال ہے کہ مذہبی اعتقاد، ذہنی صحت اور جسم کے نظام دفاع کا آپس میں تعلق ہے"۔

گولیاں جو دشمن کا پیچھا کر کے اس کو لگیں گی

برطانوی رسالہ "نیو سائنٹسٹ" کے مطابق امریکہ ایسی "سمارٹ بلیٹ" ایجاد کر رہا ہے جو اپنے نشانہ کا تعاقب کریں گی۔ ان گولیوں کو BLAMS یعنی (Barrel-Launched Adaptive Munitions) کہا گیا ہے۔ اور ایک لیزر کی شعاع (Laser Beam) گولی کی رہنمائی کرے گی۔ یہ تو وہی بات ہوئی ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں

☆......☆......☆

مجلس خدام الاحمدیہ نائجیریا کا چھبیسواں سالانہ اجتماع
اور
لجنہ اماء اللہ نائجیریا کی بارھویں تربیتی کلاس

مجلس خدام الاحمدیہ نائجیریا کا ۲۶واں سالانہ اجتماع یکم تا ۳/ مئی ۱۹۹۸ء شمس الدین گرامر سکول ایکوروڈو (Ikurodu) لیگوس سٹیٹ میں منعقد ہوا۔ ملک کی تمام مجالس کی نمائندگی کرتے ہوئے ۲۰۰۰ خدام نے شرکت کی۔ تین روزہ اجتماع میں علمی، ورزشی مقابلہ جات، معلومات عامہ کا پروگرام اور تقریری مقابلے منعقد ہوئے۔ اس سال خاص موضوع The Youth & Nation Biulding تھا۔

صدر خدام الاحمدیہ نائجیریا مکرم عبدالوہاب ماتیپو (Matepo) صاحب نے خدام کو ان پر مستقبل میں آنے والی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور اتحاد و اتفاق اور خدمت خلق پر زور دیا۔

محترم نائب امیر الحاجی احمد الحسن صاحب نے خدام کو نائجیرین قوم کو سنبھالنے کے لئے تعلیم اور تفہیم اور قربانی کی روح جیسی صفات اپنانے کی تلقین کی۔

مشنری انچارج مکرم مولوی مظفر احمد صاحب نے خدام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ خدام کو اخلاقی پہلو پر خاص زور دینا چاہئے اور یہ کہ وہ اپنے اخلاق کا معیار بلند کریں۔

خدام الاحمدیہ کے اجتماع کی خبریں لوکل ریڈیو اور ٹیلیویژن پر نشر ہوئیں۔ صدر خدام الاحمدیہ اور قائد علاقہ لیگوس کا ۳۰ منٹ کا انٹرویو Fedral Radio Cooperation لیگوس نیشنل سٹیشن سے نشر ہوا۔

معززین علاقہ اور گورنمنٹ کے نمائندگان نے بھی اجتماع میں شرکت کی۔

اسی طرح لجنہ اماء اللہ نائجیریا کی بارھویں قومی تربیتی کلاس مورخہ ۳۰/اپریل ۱۹۹۸ء بمقام احمدیہ مسجد اوجوکورو(Ojokoro) لیگوس سٹیٹ منعقد ہوئی اور چار روز جاری رہنے کے بعد مورخہ ۳/ مئی ۱۹۹۸ء بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ ملک کی تمام لجنات کی نمائندگی میں ۳۹۴ لجنات نے شرکت کی۔ یہ تربیتی کلاس جماعت احمدیہ کے ہیڈ کوارٹر اوجوکورو کی سنٹرل مسجد میں منعقد ہوئی۔

تربیتی کلاس کے اہم پروگرامز میں محافل سوال وجواب، تجوید القرآن، ویڈیو پروگرام کے ذریعہ لجنہ کے تعمیراتی پروگرام اور جماعت کے معززین کی تقاریر تھیں۔ تقاریر تربیت اولاد، گھر اور ماحول کی صفائی، زندگی کا مقصد، غیر اسلامی رسومات سے پرہیز اور نیک خاتون کے عناوین پر تھیں۔

دوران تربیتی کلاس لجنہ کے مختلف علمی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ اسی طرح پورا سال بہتر کام کرنے والی مجالس اور ممبرات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

کلاس کا اختتام مکرم مشنری انچاج صاحب کی اختتامی تقریر اور دعا کے ساتھ ہوا۔

(رپورٹ: حبیب احمد نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

اخبار کی قلمی معاونت کیجئے

الفضل آپ کا اپنا اخبار ہے۔ اسے آپ نے اور ہم سب نے مل کر سنوارنا ہے۔ اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانا ہے۔ اور اس کے دائرہ اثر کو وسیع سے وسیع تر کرنا ہے روزمرہ زندگی کے سینکڑوں تجارب، مشاہدات اور معلومات ایسی ہیں جن میں آپ دوسروں کو اپنے ساتھ شامل کر کے انہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ آپ اپنے ایسے مشاہدات و تجربات اور مختلف واقعات پر اپنے محسوسات و قلبی کیفیات کو تحریر میں ڈھالئے اور ہمیں بھجوایئے۔ ہم انشاء اللہ آپ کی مرسلہ نگارشات کے انتخاب سے الفضل کو سجائیں گے۔ (ادارہ)

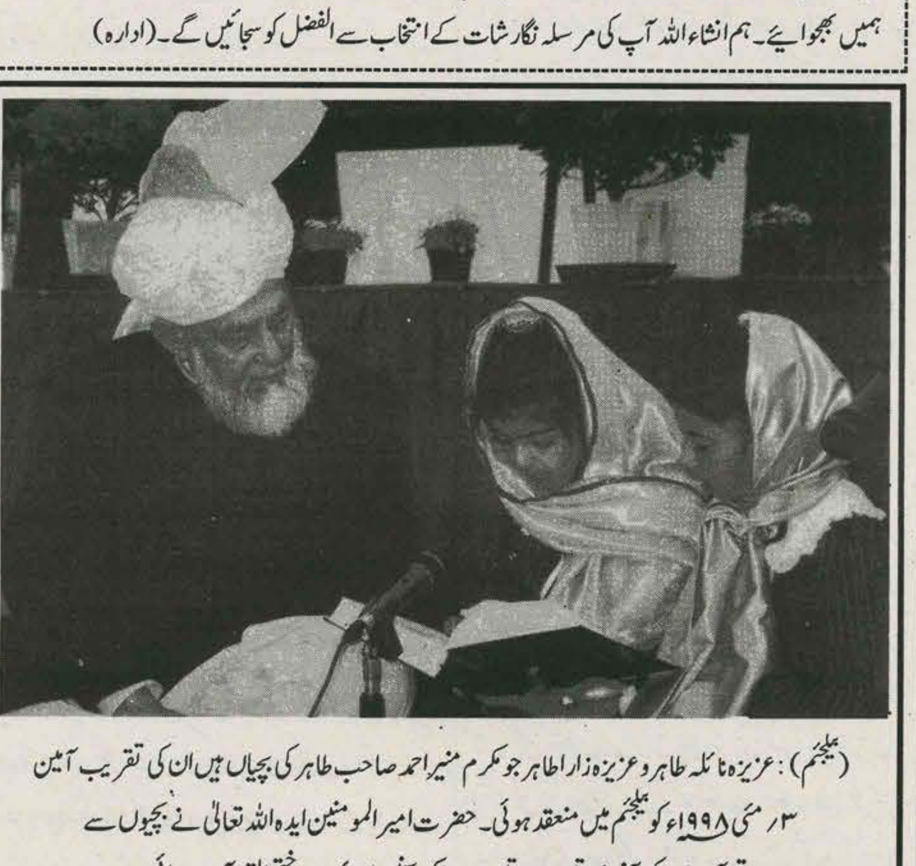

(بیلجئم): عزیزہ نائلہ طاہر و عزیزہ زارا طاہر جو مکرم منیر احمد صاحب طاہر کی بچیاں ہیں ان کی تقریب آمین ۳/ مئی ۱۹۹۸ء کو بیلجئم میں منعقد ہوئی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچیوں سے قرآن مجید کی آخری تین سورتیں پڑھوا کر سنیں اور پھر دعا ختم القرآن دہرائی۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کے بارے میں آپ اپنے تاثرات اب e-mail کے ذریعے بھی ارسال کر سکتے ہیں :

mahmud@btinternet.com

نیند

امریکہ کے ماہر علم الابدان کلائٹ مین کا کہنا ہے کہ نیند انسانی نشوونما کے اولین دور کی حالت کا نام ہے- یہ انسانی حیات و بقا کی ایک اہم اور بنیادی ضرورت ہے چنانچہ مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ جو جانور بیس بیس دن بغیر کھائے پیئے گزارہ کر لیتے ہیں وہ صرف چار پانچ دن کی بے خوابی کے باعث ہی لقمہ اجل بن گئے- انسان کیلئے بھی ممکن ہے کہ وہ چھ ہفتے کی فاقہ کشی برداشت کر لے لیکن اگر اسے مسلسل دس دن بیدار رہنا پڑے تو وہ شائد ہی زندہ رہ سکے- روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳ر فروری ۹۸ء میں، مکرم چودھری رشید احمد جاوید صاحب کا ترجمہ کردہ، یہ مضمون ماہنامہ خالد کی ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے-

اگر آپ بغیر الارم کے صحیح وقت پر صبح بیدار ہو جاتے ہیں اور بوقت بیداری چاق و چوبند رہتے ہیں تو آپ کی نیند تسلی بخش ہے- تاہم دوپہر اور رات کے کھانے کے بعد چند منٹ کے لئے ستالینا بہت فائدہ مند ہو سکتا ہے- اگر کبھی ایک ہفتہ آپ معمول سے ایک دو گھنٹہ کم سوتے رہے ہیں تو تلافی مافات کے طور پر ایک صبح دیر تک سونے سے یہ قرضہ اتارا جا سکتا ہے-

نیند کا دورانیہ عمر کے ساتھ نسبت رکھتا ہے- جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے نیند کی حاجت کم ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ بالکل پیرانہ سالی میں انسان بہت ہی کم سوتا ہے- نوزائیدہ بچے دن کا دو تہائی وقت سونے میں گزارتے ہیں- ۶ سالہ بچے کی نیند قریباً گیارہ گھنٹے اور ۱۰ سالہ کی دس گھنٹے ہوتی ہے جبکہ ۱۵ سال میں نو اور ۲۰ سال میں سوا آٹھ گھنٹے رہ جاتی ہے- بیدار ہونے کے بعد ستانا اچھی عادت نہیں ہے اس سے سستی پیدا ہوتی ہے-

چند افراد میں کافی، چائے اور کولا میں شامل کیفین نیند پر اثرانداز ہوتی ہے جبکہ اکثر کو اس سے فرق نہیں پڑتا- بعض حالات میں خواب نیند پر اثرانداز ہوتے ہیں اور اکثر غم و تفکر نیند اڑا دینے کا باعث بنتا ہے-

ڈاکٹر میکڈانل کا خیال ہے کہ پہلو کے بل سونا بہت مفید ہے- اگر کمر یا سینہ کے بل سویا جائے تو جوڑوں میں تناؤ پیدا ہونے اور بعد ازاں مستقل درد پیدا ہونے کا خطرہ ہے- کمر کے بل سونے سے ایڑیوں کی نسیں پھیل کر کمر میں تناؤ پیدا کر دیتی ہیں- سینہ کے رُخ پر لیٹنے والے کو گردن موڑ کر سر کو پہلو کے رُخ پر کرنا پڑتا ہے- خوابگاہ کا موزوں ترین درجہ حرارت ۵۵ درجہ فارن ہیٹ ہے- کم روشنی اور کم شور بھی اچھی نیند لاتے ہیں- نیند سے اچانک بیداری درست نہیں- الارم کی آواز اگر مدہم اور لمبی ہو تو وہ زیادہ موزوں ہے-

-......☆......☆......☆......-

روزنامہ "الفضل" ربوہ کا سالانہ نمبر

روزنامہ "الفضل" ربوہ کا ۱۱ر فروری ۹۸ء کا شمارہ جلسہ سالانہ نمبر ۹۷ء کے طور پر شائع ہوا ہے- ۷۲ صفحات پر مشتمل یہ ضخیم پرچہ بہت سے مضامین، نظموں اور رنگین تصاویر سے مزیّن ہے اور اس خصوصی اشاعت کے اکثر مضامین لنگر خانہ اور مہمان نوازی کے حوالے سے مرتّب کئے گئے ہیں- ذیل میں بعض مضامین کا خلاصہ پیش ہے :

-......☆......☆......☆......-

انتظامات لنگر خانہ

جلسہ سالانہ کا انتظام و انصرام جماعت احمدیہ کی سو سال سے زائد عرصہ کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے- اس انتظام کی اہمیت کا اندازہ ۱۹۰۷ء کے اس واقعہ سے ہوتا ہے جب ایک رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو ہدایت کی گئی کہ بعض مہمان جو بغیر کھانا کھائے سو گئے ہیں انہیں کھانا کھلایا جائے- چنانچہ اسی وقت اعلان کروایا گیا اور ان مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا جو بغیر کھانا کھائے سو گئے تھے-

روزنامہ "الفضل" ربوہ کے سالانہ نمبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ایک انٹرویو میں افسر جلسہ سالانہ مرکزیہ ربوہ محترم چودھری حمید اللہ صاحب، جنہیں ۱۹۷۳ء میں اس خدمت پر مامور کیا گیا تھا، نے بتایا کہ ۷۳ء میں پانچ لنگر جلسہ کے ایام میں ہوا کرتے تھے جبکہ اب ان کی تعداد دس ہو چکی ہے-...... غیر ملکی مہمانوں کا باقاعدہ سلسلہ بھی ۷۳ء میں شروع ہوا تھا اور اس وقت ربوہ میں صرف ایک گیسٹ ہاؤس تھا جبکہ بعد میں بتدریج نئے گیسٹ ہاؤس تعمیر ہونے شروع ہوئے اور اس وقت تمام دفاتر کے علاوہ بعض محلہ جات کی مساجد کے ساتھ بھی گیسٹ ہاؤس جملہ سہولتوں سے مرصع ہیں-

روٹی پکانے والی پہلی تجرباتی مشین جو کراچی میں تیار ہوئی تھی، ۶۹ء میں لنگر خانہ میں نصب کی گئی اور اس میں مناسب اصلاحات کے بعد ۷۳ء میں دیگر لنگروں میں بھی مشینوں نے روٹی پکانی شروع کر دی- جلسہ کے ایام میں پرہیزی کھانے کا سلسلہ ۶۳ء میں شروع ہوا- ابتدا میں ہر لنگر اپنی ضرورت کے تحت پرہیزی کھانا تیار کرواتا تھا- بعد ازاں اسے انتظامی لحاظ سے الگ لنگر کی حیثیت دی گئی-

مہمانوں کی اچانک آمد کے پیش نظر لنگر خانوں میں زائد کھانا تیار کیا جاتا ہے- پھر نظام خدمت ریلوے سٹیشن و بس اڈہ اور دیگر انتظامات کی رپورٹوں سے جیسے ہی مہمانوں کی تعداد زیادہ ہونے کا احساس ہو تو زائد کھانے کی تیاری کا کام شروع کروا دیا جاتا ہے-

دفتر جلسہ سالانہ کے زیر اہتمام عملاً سارا سال ہی لنگر خانہ کا کام جاری رہتا ہے اور ہر جلسہ سالانہ کے اختتام کے فوراً بعد ایک اجلاس میں آئندہ سال کا لائحہ عمل تیار کیا جاتا ہے- اپریل میں اجناس اور دیگر سامان کی خریداری کا کام شروع کر دیا جاتا ہے-

-......☆......☆......☆......-

حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی کے ایمان افروز واقعات

لنگر کا انتظام ابتدائی زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں ہی ہوتا تھا- گھر میں دال سالن پکتا اور ایک بڑے توے پر دو تین نوکرانیاں بہت سی روٹیاں پکا کر باہر بھیج دیا کرتی تھیں- حضرت اقدسؑ کی مہمان نوازی کے ایمان افروز تاریخی واقعات (مرتبہ : مکرم حبیب الرحمان زیروی صاحب) روزنامہ "الفضل" ۱۱ر فروری ۹۸ء میں شامل اشاعت ہیں-

ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب کا بیان ہے کہ ایک بار کسی جلسہ وغیرہ کا موقع تھا جب مہمانوں کے لئے باہر پلاؤ زردہ وغیرہ پک رہا تھا- حضورؑ کے لئے اندر سے کھانا آگیا- ہم سمجھتے تھے کہ یہ بہت عمدہ کھانا ہوگا لیکن وہ صرف تھوڑا سا خشکہ اور کچھ دال تھی اور صرف ایک آدمی کی مقدار کا کھانا تھا- حضورؑ نے ہمیں بھی دعوت دی اور ہم بھی شامل ہو گئے اور اسی کھانے سے ہم سب سیر ہو گئے حالانکہ ہم بہت سے آدمی تھے-

حضرت عبداللہ سنوری صاحبؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدسؑ نے چند مہمانوں کی دعوت کی اور ان کے لئے گھر میں کھانا تیار کروایا لیکن عین دعوت کے وقت اتنے ہی اور مہمان آگئے اور مسجد مبارک مہمانوں سے بھر گئی- حضورؑ نے اندر کہلا بھیجا کہ کھانا زیادہ بھجواؤ- اس پر حضرت اماں جانؓ نے بتایا کہ کھانا تو تھوڑا ہے مگر شاید کھینچ تان کر انتظام ہو جائے لیکن زردہ بہت ہی تھوڑا ہے، میرا خیال ہے وہ بھجواتی ہی نہیں- حضورؑ نے فرمایا یہ مناسب نہیں- اور پھر زردہ کا برتن منگوا کر رومال سے ڈھانک دیا اور پھر رومال کے نیچے اپنا ہاتھ گزار کر اپنی انگلیاں زردہ میں داخل کر دیں اور فرمایا کہ اب کھانا نکالو خدا برکت دے گا- چنانچہ یہ زردہ سب نے سیر ہو کر کھایا-

حضرت اماں جانؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک بار حضرت صاحب کیلئے تھوڑا سا پلاؤ تیار کروایا گیا لیکن اتفاقاً اس روز نواب صاحب کی بیوی اور بچے بھی ہمارے گھر میں آگئے- حضرت صاحب نے فرمایا کہ ان کو بھی کھانا کھلاؤ- میں نے کہا کہ چاول تو بالکل ہی تھوڑے ہیں- آپؑ نے فرمایا چاول کہاں ہیں- پھر حضرت صاحب نے چاولوں کے پاس آکر دم کیا اور کہا اب تقسیم کر دو- ان چاولوں میں ایسی برکت ہوئی کہ سارے گھر نے کھائے پھر کئی گھروں میں بھجوائے گئے اور چونکہ وہ برکت والے چاول مشہور ہو گئے اسلئے کئی لوگوں نے آآ کر مانگے اور انہیں بھی تھوڑے تھوڑے دیئے گئے-

اوائل زمانہ میں حضرت اقدسؑ دونوں وقت کا کھانا باہر مہمانوں کے ہمراہ کھایا کرتے تھے- کبھی حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کسی ملازم کی طرف اشارہ کر کے کہتے کہ اچار کو دل چاہتا ہے تو حضرت صاحبؑ فوراً دستر خوان سے اٹھ کر اندر جاتے اور اچار لے آتے-

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جلسہ پر اتنے لوگ آئے کہ مہمانوں کے لئے حضورؑ نے اپنا بستر بھی بھجوا دیا- میں عشاء کے بعد حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے تھے اور ایک صاجزادہ (غالباً حضرت مصلح موعودؓ) پاس لیٹے تھے جنہیں ایک چوغہ اوڑھ رکھا تھا- میں کسی سے لحاف بچھونا مانگ کر لے گیا تو آپؑ نے فرمایا کسی اور کو دے دو، مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آیا کرتی- اور میرے اصرار پر بھی آپؑ نے نہ لیا-

-......☆......☆......☆......-

روزنامہ "الفضل" سالانہ نمبر ۹۷ء میں شائع ہونے والی چند نظموں سے انتخاب ہدیہ قارئین ہے :

جَورِ دوراں کی چلیں تیز ہوائیں کیا کیا
ہم سے اُلجھی ہیں شب و روز بلائیں کیا کیا
چھیننا چاہی تھیں دنیا نے رِدائیں کیا کیا
ہم کو اُس یار نے بخشی ہیں قبائیں کیا کیا

(جناب نصیر احمد خان صاحب)

اوجِ شمس و قمر سے گزرے ہیں
ہم تری رہگذر سے گزرے ہیں
اشک ڈھلکے جو تیری آنکھوں سے
وہ مری چشمِ تر میں گزرے ہیں

(لیفٹیننٹ جنرل ڈاکٹر محمود الحسن صاحب)

آدھی رات کے آنسو ڈھل
ڈھل اپنی تقدیر بدل
صدیوں پر بھی بھاری ہے
ہجر کے دن کا ایک اک پل
لگتا ہے انہونی بھی
ہو کے رہے گی آج یا کل

(جناب چودھری محمد علی صاحب)

کیسے ممکن ہے کہ شاہد تو ہو مشہود نہ ہو
غور سے دیکھ یہ جذبہ کہیں مفقود نہ ہو
جس کی قدرت کے مناظر ہیں زمانے بھر میں
وہ جگہ کونسی ہے، وہ جہاں موجود نہ ہو

(جناب آدم چغتائی)

جب آئینے میں عکسِ رُخِ یار دیکھنا
صاحب ہمیں بدیدۂ خونبار دیکھنا
اک تم جنہیں قربتِ جاناں ہوئی نصیب
اک ہم جنہیں کہ ہجر کے آزار دیکھنا

(جناب مبارک احمد عابد)

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

26/06/98 - 02/07/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 26th June 1998
29 Safar

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Let's Learn Salat with Imam Sahib, No. 15
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.254
02.10 Quiz Programme: 'History of Ahmadiyyat' Part No. 46
02.45 Durre Sameen
03.10 Urdu Class: Lesson No. 230
04.25 Learning Dutch: No. 17, Part 1
04.55 Homoeopathy Class - No.138 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40 Children's Corner : Let's Learn Salat, Lesson No. 15
07.10 Pushto Item: Dars ul Hadith
07.20 Pushto Item:
07.50 From the Archives: Speech by Hadhrat Ch. M. Zaffrullah Khan, J/S Rabwah, 1958
08.45 Liqa Ma'al Arab: No. 254 (R)
10.00 Urdu Class - Lesson No. 230 (R)
11.05 Computers for Everyone, Part 65
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.45 Nazms, Darood Shareef.
13.00 Friday Sermon by Huzoor. Rec. 19/06/98
14.05 Bengali Service: Speech on Khataman Nabiyeen.
14.35 Rencontre Avec Les Francophones Rec. 08/08/97
15.40 Liqaa Ma'al Arab: Rec. 23/06/98
16.55 Friday Sermon by Huzoor (R)
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class: Lesson No. 231 Rec. 07/12/96
19.35 German Service:
20.40 Children's Corner with Huzur Class No. 90, Part 2
21.10 Medical Matters: 'Flu'
21.40 Friday Sermon (R) Rec. 19/06/98
22.45 Rencontre Avec Les Francophones Rec. 08/08/97

Saturday 27th June 1998
30 Safar

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Class with Huzoor Class No. 90, Part 2 (R)
01.00 Liqa Ma'al Arab: Rec. 23/06/98
02.05 Friday Sermon (R) Rec. 19/06/98
03.10 Urdu Class: Session No. 231
04.10 Computers For Everyone, Pt 65
04.55 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor. Rec. 08/08/96 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: with Huzoor Class 90, Part 2
07.30 Saraiky Programme: Friday Sermon by Huzoor Rec. 06/02/98
08.30 Medical Matters: 'Flu'
09.05 Liqa Ma'al Arab Rec. 23/06/98
10.10 Urdu Class: Lesson No. 231 Rec. 07/12/96
11.10 Documentary: Photography, Pt 6
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Swedish: Lesson No. 22
12.55 Indonesian Hour: J/S Thailand Part 1, More....
13.50 Bengali Service: Significance of Mubahila, More...
14.55 Children's Mulaqat with Imam Sahib Rec 27/06/98
16.10 Liqa Ma'al Arab: Rec. 24/06/98
17.15 Tafsir ul Kabir: by M. Adilbi Sb
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class: Session No. 232 Rec. 08/12/96
19.40 German Service:
20.40 Children's Corner: Quran -e-Karim Quiz, Part 12 (Rabwah)
21.00 Q/A Session with Huzoor. Rec. 07/06/98
22.30 Children's Class. Rec. 27/06/98 With Imam Sahib
23.35 Learning Swedish, No. 22

Sunday 28th June 1998
01 Rabi ul Awwal

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.50 Children's Corner: Quran -e-Karim Quiz, Part 12 (Rabwah)
01.10 MTA Variety: Photography Pt 6
01.40 Liqa Ma'al Arab Rec. 24/06/98
02.50 MTA Variety: Speech by Maqsood Sahib on the importance of Dawat Elillah
03.20 Urdu Class: Session No. 232 Rec. 08/12/96
04.35 Learning Swedish - Lesson 22
04.55 Children's Class with Imam Sahib, Rec. 27/06/98 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News.
06.40 Children's Corner: Quran -e-Karim Quiz, Pt 12 (Rabwah)
07.00 Friday Sermon by Huzoor Rec. 19/06/98
08.05 Q/A Session with Huzoor Rec. 07/06/98
09.40 Liqa Ma'al Arab. Rec. 24/06/98
10.45 Urdu Class: Session No. 232 Rec. 08/12/96
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Chinese, Lesson No. 86
13.00 Indonesian Hour: Tabligh and Tarbiyyat, Nazm.
13.55 Bengali Service:
14.55 Mulaqat with Huzoor and English speaking friends.
16.00 Liqa Ma'al Arab, Rec. 25/06/98
17.10 Albanian Programme: Q/A with Huzoor, Germany. Rec. 24/08/96
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class: Session No. 233 Rec. 13/12/96
19.35 German Service:
20.35 Children's Corner: Children's Workshop No. 5
21.15 Dars-Ul-Quran: No. 22 (1997) With Huzoor. Rec. 04/02/97
22.50 MTA Variety: Discussion Hua Mein Teray Fazlon Ka Munadi, Pt 2
23.15 Learning Chinese, Lesson No. 86

Monday 29th June 1998
02 Rabi ul Awwal

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.45 Children's Corner: Children's Workshop, No. 5
01.30 Liqa Ma'al Arab: Rec. 25/06/98
02.35 MTA USA: An interview with Dr Tariq Sharif Sahib.
03.05 Urdu Class: Session No. 233 Rec. 13/12/96
04.10 Learning Chinese, Lesson No. 86
04.45 Mulaqat with Huzoor and English speaking guests.
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45 Children's Corner: Workshop, No. 5
07.30 Dars-ul-Quran: No. 22 (1997) By Huzoor. Rec. 04/02/97
09.10 Liqa Ma'al Arab, Rec. 25/06/98
10.15 Urdu Class: Session No. 233 Rec. 13/12/96
11.20 Sports: Football Final, 1997
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Norwegian: Lesson 62
13.05 Indonesian Hour: Quiz Basyasat.
14.05 Bengali Programme: Islami Hijab, More...
15.05 Homeopathy Class with Huzoor, Class No. 139. Rec. 15/01/96
16.10 Liqa Ma'al Arab: No. 255 Rec. 04/03/97
17.15 Turkish Programme: 'Turkishe Presseschou'.
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: Session No. 234
19.30 German Service:
20.35 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor, Class 91, Part 1
21.10 Rohani Khazaine:
21.50 MTA Variety: A talk about one of the first fourteen members of the Lajna.
22.10 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 139 (R)
23.15 Learning Norwegian, No. 61

Tuesday 30th June 1998
03 Rabi ul Awwal

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 91 part 1 (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 255 Rec. 04/03/97
02.25 Sports: Football Final, 1997.
02.55 Urdu Class: (R) No. 234 Rec. 14/12/96
03.55 Learning Norwegian - No. 62
04.25 MTA Variety: Ijtema Khuddam ul Ahmadiyya, Karachi, 1998
04.50 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson No. 139
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 91, Part 1
07.25 Pushto Programme: Friday Sermon of Huzoor, Rec. 27/12/96
08.30 Roohani Khazaine:
09.15 Liqa Ma'al Arab - No. 255 Rec. 04/03/97 (R)
10.15 Urdu Class - (R) Lesson No. 234
11.30 Medical Matters: 'Piles'
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French, Lesson No. 9
13.05 Indonesian Hour: Friday Sermon of 24/01/97 by Huzoor
14.10 Bengali Service: Introduction to MTA to guest viewers, More....
15.10 Tarjumatul Quran Class with Huzoor. Lesson No. 70
16.15 Liqa Ma'al Arab (R) - Session No. 256
17.15 Norwegian Programme: A Contemporary Issue, Book No.17
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: Lesson No. 235
19.35 German Service:
20.35 Children's Corner : With Imam Sahib, Let's Learn Salat No. 16
21.05 M.T.A. Variety: The life of Hadhrat Hafiz Ghulam Rasool (R.A.)
21.45 Around The Globe - Hamari Kaenat No. 130
22.10 Tarjumatul Quran Class with Huzoor. Lesson No. 70
23.15 Learning French: Lesson No. 9

Wednesday 1st July 1998
4 Rabi ul Awwal

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45 Children's Corner : Let's Learn Salat, Lesson No. 16
01.10 Liqa Ma'al Arab, No. 256
02.11 Medical Matters (R) Host: Dr. S.A. Mobashir Sahib
02.45 Urdu Class: Class No. 235 Rec. 23/11/96 (R)
03.50 Learning French: Lesson No. 8
04.25 Seerat-un-Nabi "Hadhrat Musleh Maud (R.A)
04.50 Tarjumatul Quran Class With Huzoor, Lesson No. 70
06.00 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45 Children's Corner: Let's Learn Salat, No. 16
07.10 Swahili Programme: Muzakhrah Part 2.
08.00 Around The Globe -Hamari Kaenat No. 130
08.25 M.T.A Variety: The life of Hafiz Ghulam Rasool Sahib (R.A.)
09.05 Liqa Ma'al Arab, No. 256
10.05 Urdu Class: Lesson No. 235 Rec. 23/11/96 (R)
11.10 MTA Variety: Host; Masood Ahmad Khan Dehlvi Sahib.
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Turkish, Lesson No. 5
13.05 Indonesian Hour: Kindung Jawa Bahtra Nuh......more
14.10 Bengali Service: Friday Sermon of 19/12/97 by Huzoor.
15.15 Tarjumatul Quran Class with Huzoor. Lesson No. 71
16.20 Liqa Ma'al Arab, No. 257 Rec. 06/03/97
17.25 French Programme: Children's Class from Belgium, Part 4
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class, Lesson No. 236
19.35 German Service:
20.35 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor, No. 91, part 2 Rec. 10/05/97
21.00 Al-Maidah
21.25 MTA Lifestyle: Perahan
22.00 Tarjumatul Quran class with Huzoor. Lesson No. 71
23.05 Learning Languages: Learning Turkish, Lesson No. 5
23.35 MTA Variety: An Art Exhibition Junior section

Thursday 2nd July 1998
05 Rabi ul Awwal

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.45 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor. (R) No. 91 Part 2
01.10 Liqa Ma'al Arab, No. 257 Rec. 06/03/97
02.15 Canadian Desk: Tech Talk, No. 8
02.45 Urdu Class, Lesson No. 236
03.50 Learning Languages: Learning Turkish, Lesson No. 5
04.20 MTA Variety: Masood Ahmad Khan Dehlvi Sahib.
04.50 Tarjumatul Quran Class with Huzoor Lesson No. 71
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor (R) No. 91, part 2.
07.00 Sindhi Programme: Friday Sermon of 05/04/96 by Huzoor
08.00 MTA Lifestyle: Perahan
08.35 Liqa Ma'al Arab, Session No. 257, Rec. 06/03/97
09.35 Urdu Class, Lesson No. 236
10.40 Quiz - History of Ahmadiyyat Part No. 47
11.20 Durre Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch Lesson No. 17 Part 2
13.00 Indonesian Hour: Da Watul Amir- Raa, Dars Quran Ramadhan.
14.00 Bengali Service: Q/A Session with Huzor Rec. 03/08/97
15.10 Homoeopathy Class with Huzoor Class No. 140, Rec. 16/01/96
16.15 Liqa Ma'al Arab, Session No. 258, Rec. 11/03/97
17.15 Bosnian Programme: Ahmadiyya Muslim Jamat as viewed by Bosnian Ahmadis.
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.35 Urdu Class: Lesson No. 237
19.35 German Service:
20.40 Children's Corner: Let's Learn Salat, No. 17
21.10 From The Archives: J/S 1960
22.15 Homoeopathy Class with Huzoor Class No. 140. Rec. 16/01/96
23.20 Learning Languages Dutch. Learning Dutch, No. 17, Part 2

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:

English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, June 26, 1998 No. 26

IMPORTANT NOTICE

All Rights of ALL the publications and books of the Jamaat are reserved. No part of these publications, books and materials in particular the recent book of Hazrat Ameer-ul-Momeneen 'Revelation, Rationality, Knowledge and Truth', may be reproduced by any means, electronic (i.e. INTERNET or others) or mechanical including photocopying, recording or any Information Storage and Retrieval systems save with the written permission from the Centre at:

16 Gressenhall Road London SW18 5QL.

Tel: +44 181 870 0922, Fax: +44 181 870 0684.

Any unauthorized or restricted acts in relation to the said publications and materials may result in civil proceedings for damages and/or criminal prosecution.

copyright (c) 1998 by Islam International Publications Ltd.

بقیه:رپورٹ دورہ جرمنی از صفحه نمبر۲

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ ساری دنیا میں اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کا جواب دے رہی ہے اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹر نیشنل اس کیلئے وقف ہے اور ہر زبان میں ہمارا لٹریچر بھی اس پر گواہ ہے- لیکن سارے عالم عرب کو دیکھیں کہ وہ اس جماعت پر حملہ کرتے ہیں جو دشمنِ اسلام پر حملہ کر رہی ہے- ہمارا رُخ اُس طرف ہے اور یہ ہماری پیٹھ پیچھے ہمارے خلاف حملے کر رہے ہیں-

حضور نے فرمایا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ہم کھول کھول کر بے نقاب کرتے ہیں خواہ وہ امریکہ میں طے پائیں یا کہیں اور- مثلاً خلیج کی جنگ کے بارے میں میری کتاب اٹھا کر دیکھیں- یہ توفیق سعودی عرب یا اُن عربوں کو نہیں ملی جو دشمن کے ساتھ عراق کے خلاف حملے میں شامل ہو گئے تھے- پس ہمیں ہی یہ توفیق ملتی ہے- ...... عراق کے خلاف دس مسلمان ممالک جن میں مصر اور پاکستان بھی شامل تھے، ان سب کو اکٹھا کرنے میں سعودی عرب ہی سردار تھا اور اس کی وجہ سے امریکہ نے کئی عیسائی ممالک کو اکٹھا کرنے کی جرأت کی- چنانچہ جتنے لوگ اس کے بعد وہاں مرے اور جتنی تکالیف وہاں کے عوام نے اٹھائیں ان کی ذمہ داری ان مسلمان ممالک پر عائد ہوتی ہے-

حضور انور نے فرمایا کہ صدام حسین سے مجھے اختلاف ہے لیکن (تکالیف کا سامنا کرنے والے وہ) معصوم مسلمان جن کا کوئی قصور نہیں ہے، ان کے حق میں آواز اٹھانے والی صرف جماعت احمدیہ ہے اور ہم اُس نقصان کی بھی پرواہ نہیں کرتے جو یہ لوگ ہمیں پہنچاتے ہیں کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے لوگ ہیں-

☆ فلسطین کے معاملہ میں جماعت احمدیہ کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جس طرح عالم اسلام کو میں ہمیشہ متنبہ کرتا رہا ہوں اسی طرح اہل فلسطین کو بھی صحیح راستہ کی طرف راہنمائی کرتا رہا ہوں لیکن وہ میری بات نہیں مانتے کیونکہ وہ مجھے کافر سمجھتے ہیں حالانکہ اگر میں حکمت کی بات کہتا ہوں تو پھر انہیں میری بات مان لینی چاہئے- اگر وہ اُن باتوں پر عمل کرتے تو آج اسرائیل کو اتنا پھیلنے کا موقع نہ ملتا- یہ تو اس وقت لڑتے ہیں جب ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ہے- سارا مغرب اسرائیل کے پیچھے ہے چنانچہ ہر جنگ میں یہ اپنا کچھ علاقہ اسرائیل کو دے دیتے ہیں-

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ الارض (فلسطین) کے وارث میرے صالح بندے بنیں گے- اس کا مطلب یہ ہے کہ فلسطینی عباد الصالحین نہیں رہے- پس یہ سزا ہے کہ انہوں نے اسلام کی قدروں کی پرواہ نہیں کی- ...... میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل اور رضا کی راہ پر چلائے اور ہم عباد الصالحین ہو جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ فلسطین کو یہود کے قبضہ سے آزاد کروادے گا-

حضور نے فرمایا کہ دوسری بات جو ضروری ہے اور جسے سارے مسلمان بھول گئے ہیں یہ ہے کہ فلسطین میں اسرائیلی حکومت انہی فلسطینیوں کی وجہ سے قائم ہوئی ہے کیونکہ یہود کے پاس زمین نہیں تھی اس لئے ان کی ریاست کو کسی کے تسلیم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا- اُس وقت میرے مرحوم والد نے متنبہ کیا تھا کہ فلسطینی روپے کے لالچ میں زمین یہود کو نہ بیچیں- اگر فلسطینی مان جاتے تو آج اس مصیبت کا مونہہ نہ دیکھتے-

☆ اس سوال کے جواب میں کہ احمدیت کا آغاز کیسے ہوا؟ حضور انور نے فرمایا کہ احمدیت خود نہیں آئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی زندگی کی خاطر خود بھیجا ہے اور یہ سب کچھ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق عمل میں آیا ہے-

☆ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے پاکستان سے اپنی ہجرت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ امن کی طرف جاؤ- مجھے بھی انگلستان میں امن نصیب ہے اور باوجود اِس کے کہ میں اُن کے مذہب اور سیاست کی مخالفت کرتا ہوں، ان میں اتنا انصاف ہے کہ اُن کے قانون کے تابع رہنے والی پُرامن جماعت کو امن مہیا کرتے ہیں-

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اور آپؐ سے پہلے بھی کئی انبیاء نے ہجرت کی- میری ہجرت بھی رسول اللہ ﷺ کی غلامی کی وجہ سے اور آپؐ کی متابعت میں ہجرت ہے کیونکہ پوری کوشش کرنے کے باوجود بھی جب فائدہ نہ ہو اور حالات بہتر نہ ہو سکیں تو ہجرت کی اجازت ہوتی ہے-

ایک ضمنی سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ کیا میں لندن کی بجائے لیبیا جاتا جہاں قذافی نے اپنے ہموطنوں پر اتنے مظالم کئے ہیں کہ اُن کے بولنے کا حق بھی چھین لیا ہے...... پاکستان میں بھی اگر آپ احمدی ہیں تو لَآ اِلٰهَ اِلاَّاللهُ محمّد رّسولُ الله نہیں پڑھ سکتے- میں مسلمان ہوں اور میں اسے کیسے چھوڑ سکتا ہوں- اور یہی وجہ تھی کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے ہجرت کی تھی-

☆ دجال کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ تمام مغربی طاقتیں جو اسلام کے ساتھ فریب کر رہی ہیں اور دھوکہ دے رہی ہیں وہ "دجال" ہیں- حضور نے فرمایا کہ میں اِن کے ملک میں بیٹھ کر انہیں دجال کہتا ہوں- ان کی خوبی یہ ہے کہ ان کے قوانین کی مخالفت نہ کرو تو یہ برداشت کرتے ہیں- ان مغربی ممالک کی ایک آنکھ روشن اور دوسری آنحضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اندھی ہے-

حضور نے مزید فرمایا کہ پادری بھی دجال ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بگاڑ دیا ہے- وہ خود کو حضرت عیسیٰؑ کا نمائندہ کہتے ہیں اور دجل سے کام لیتے ہوئے عیسیٰؑ کو خدا بنا دیتے ہیں-

☆ ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ شیعہ عقائد امام مہدی کے بارے میں اس لئے غلط ہیں کہ امام کے بارے میں اُن کے دعوے مختلف ہیں اور یہ جھوٹے دعوے بلا ثبوت ہیں جنہیں کسی حدیث سے پیش نہیں کیا جاسکتا حتّٰی کہ شیعہ احادیث میں بھی یہ باتیں نہیں ہیں-

☆ ایک اور سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ نماز ہم عربی میں پڑھتے ہیں کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ نے عربی میں نماز پڑھی اور قرآن عربی میں ہے- قرآن اسلئے عربی میں نازل ہوا کیونکہ عربی "ام الالسنة" ہے-

☆ ایک اور سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جن و انس سے مراد دنیا کے بڑے لوگ اور عامۃ الناس ہیں- اور یہ پیشگوئی تھی کہ دنیا دو حصوں میں بٹ جائے گی- اس کا ثبوت یہ ہے کہ جنوں کے بارے میں آتا ہے کہ اچھے جن اور برے جن- لیکن جنت میں کوئی جن نظر نہیں آتا اور یوم حشر میں جنوں سے سوالات بھی نہیں ہوتے- اس لئے جن و انس انسانوں میں سے ہی ہیں اور جنوں کے بارے میں عوامی تصور غلط ہے-

مجلس سوال و جواب کے اختتام پر حضور انور بیت الظفر Immenhausen تشریف لے آئے جو ریجن Hessen-Thuringen کا مرکز بھی ہے- یہاں حضور نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد چند منٹ احباب کے درمیان رونق افروز رہے اور بعض امور دریافت فرماتے ہوئے ہدایات سے نوازا- رات کو حضور انور نے مسجد سے ملحقہ مربی ہاؤس میں قیام فرمایا-

(باقی آئندہ شمارے میں)

(مرتبہ : محمود احمد ملك)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کیلئے دیجئے- یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے-

(مینجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں :-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے-

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

ایڈیٹر:- صادق محمد طاہر

AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT GERMANY

جلد نمبر 4　　ماہ ہجرت 1377 ہجری شمسی مطابق مئی 1998ء　　شمارہ نمبر 5-A

﴿ خلافت نمبر ﴾

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک نہایت پر معارف ارشاد

خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں

"ذرا ہادی کامل ﷺ کی حالت پر غور کرو۔ آپؐ نے دعوت حق شروع کی، تنہا تھے، جیب میں روپیہ نہ تھا، بازو بڑے مضبوط نہ تھے، حقیقی بھائی کوئی نہ تھا، ماں باپ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ چکا تھا اور اُدھر قوم کو دلچسپی نہ تھی، مخالفت حد سے بڑھی ہوئی تھی مگر خدا کے لئے کھڑے ہوئے۔ مخالفوں نے جس قدر ممکن تھے دُکھ پہنچائے، جلا وطن کرنے کے منصوبے باندھے، قتل کے منصوبے کئے۔ کیا تھا جو انہوں نے نہ کیا، مگر کس کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آپؐ کے دشمن ایسے خاک میں ملے کہ نام و نشان تک مٹ گیا۔ وہ ملک جو کبھی کسی کے ماتحت نہ ہؤا تھا آخر کس کے ماتحت ہؤا۔ اُس قوم میں جو توحید سے ہزاروں کوس دور تھی توحید پہنچادی اور نہ صرف پہنچادی بلکہ منوادی۔ خوف کے بعد امن عطا کیا۔

اُن کے بعد اُن کے جانشین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ آپؓ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی نہ تھے پھر کیونکر ثابت ہؤا کہ خلیفہ حق ہیں۔ اُسامہ کے پاس بیس ہزار کا لشکر تھا اُس کو بھی حکم دیا کہ شام کو چلے جاؤ۔ اگر اُسامہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ بیس ہزار کے لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواحِ عرب میں ارتداد کا شور اٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام و نشان نہ تھا۔ سب کچھ ہؤا پر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا...... کیسا خوف پیدا ہؤا کہ عرب مرتد ہوگئے۔ مگر سب خوف جاتا رہا، کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ جب لوگ مامور ہو کر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہے۔ اُس کے ہاتھ کا تھامنا یہ دکھلا دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔

یاد رکھو جس قدر کمزوریاں ہوں وہ سب معجزات اور الٰہی تائید میں ہیں کیونکہ ان کمزوریوں ہی میں تائید الٰہی کا مزہ آتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا کی دستگیری کیسا کام کرتی ہے۔ امیر دولت کے گھمنڈ سے، مولوی علم کے گھمنڈ سے، کوئی منصوبہ بازیوں اور حکام کے پاس آنے جانے کے گھمنڈ سے اگر کامیاب ہوتے ہیں تو خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں۔ اُن کے پاس سرمایہ، علوم اور سفر کے وسائل نہیں ہوتے مگر عالم ہونے کی لاف و گزاف مارنے والے اُن کے سامنے شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ ان کے پاس کُتب خانے اور لائبریریاں نہیں ہوتیں وہ حکام سے جا کر ملتے نہیں۔ مگر وہ اُن سب کو نیچا دکھا دیتے ہیں جو اپنے رسوخ۔ اپنے معلومات کی وسعت کے دعوے کرتے ہیں۔ برادری اور قوم اُس کی مخالفت کرتی ہے مگر آخر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح اُن کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے یہی ہمیشہ اُن کی پہچان ہوتی ہے۔"

(خطبات نور، جلد اول صفحہ 12 تا 14)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیش قیمت نصائح

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احمدیت کا اور خلافت کا مقام سمجھنے کی توفیق دے

جس قسم کی تربیت صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں حاصل کی تھی یا اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب نے حاصل کی جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ میں نشانات دکھانے والے ہزاروں کی تعداد میں پیدا ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے آئندہ نسلوں کی اس رنگ کی تربیت کرنے کے لئے ان کے ذریعہ نشاناتِ الٰہیہ کا سلسلہ جاری رہے اور اسلام دنیا میں غالب آتا چلا جائے جماعت احمدیہ میں خلافت کے نظام کو قائم فرمایا ہے۔ دنیا میں اُمتِ واحدہ خلافت کے ذریعہ ہی قائم ہو سکتی ہے اور اسی کے ذریعہ اس کے قیام کے سامان ہوتے چلے آرہے ہیں۔ خلافت احمدیہ کو دنیوی اقتدار، سیاست اور بادشاہت سے نہ کوئی واسطہ ہے نہ دلچسپی اور نہ کبھی یہ اس میں دلچسپی لے گی یہ ایک خالصۃً روحانی نظام ہے اور اس کا مقصد دلائل و براہین، آسمانی نشانوں اور دُعاؤں کے ذریعہ تمام بنی نوع انسان کو اُمتِ واحدہ بنانا ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مؤرخہ 5 ستمبر 1980ء بمقام ٹورنٹو کینیڈا، بحوالہ دورۂ مغرب صفحہ 443)

☆ "دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احمدیت کا اور خلافت کا مقام سمجھنے کی توفیق دے۔ اگر خلیفۂ وقت انتہائی پیار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ شوخیاں کرنے لگو۔ مجھ میں جتنی طاقت پیار کرنے کی ہے اتنی ہی طاقت اصلاحی سختی کرنے کی بھی ہے۔ اس لئے میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور ہر احمدی کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اور یہ سوچنا چاہئے کہ ہم کہاں تھے۔ اور وہ ہمیں اُٹھا کر کہاں سے کہاں لے گیا۔" (بدر یکم اپریل 1986ء)

☆ "جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا اُس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کردے گا اور اُس کو یہ قوتیں دے گا کہ وہ آپ کے لئے اتنی دعائیں کرے کہ دُعا کرنے والے ماں باپ نے بھی آپ کے لئے اتنی دُعائیں نہ کی ہوں گی اور اس کو یہ بھی توفیق دے گا کہ آپ کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف وہ خود برداشت کرے اور بشاشت سے کرے اور آپ پر احسان جتائے بغیر کرے کیونکہ وہ خدا کا نوکر ہے آپ کا نوکر نہیں۔" (الفضل 31 دسمبر 1966ء)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے

"سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے...... جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا وقت آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہؤا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرتِ ثانیہ کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔......"

(الوصیت صفحہ 3-14)

سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات

انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں ممد ہوتے ہیں

☆ "انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں مُمد ہوتے ہیں جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے اور کھڈ سٹک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔"

(الفضل 11 ستمبر 1937ء)

☆ "خلیفہ تو مجدد سے بڑا ہوتا ہے اور اُس کا کام ہی احکامِ شریعت کو نافذ کرنا ہوتا ہے۔ پھر اس کی موجودگی میں مجدد کس طرح آسکتا ہے۔ مجدد تو اُس وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔" (الفضل 8 اپریل 1947ء)

☆ "وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔" (الفضل 20 نومبر 1946ء)

☆ "اللہ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دُعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔" (منصب خلافت صفحہ 32)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیش قیمت نصائح

جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی

"خلافتِ احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے ایک خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔ خلیفۂ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی سیادت اور قیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں۔"

"ہمیں یہ بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کہ یہ سعادت جو اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانہ میں ہمیں نصیب فرمائی ہے کہ ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نمائندگی کر رہے ہیں ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نظر میں زندہ رکھنے کے لائق ہیں اور ہمارے مقابل پر کوئی عددی اکثریت کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی ہم اپنی اس حیثیت کو نہ بھولیں کہ یہ سرداری دراصل خدمت کے لئے عطا ہوئی ہے۔ بنی نوع انسان کی بہبودی کی خاطر عطا ہوئی ہے ان پر راج کرنے کے لئے نہیں ہاں دلوں پر راج کرنے کے لئے ہے۔ دلوں کو فتح کرنے کے لئے ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین رنگ میں اس اصطلاح میں، جس اصطلاح میں قرآن باتیں کرتا ہے ہمیں سیادت عطا فرمائے اور ہمیشہ یہ سیادت قائم اور دائم رکھے۔"

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ، 5 جولائی 1982ء صفحہ 3,2)

کتب کی اشاعت کے بارہ میں مرکزی ھدایت

جملہ عہدیداران واحباب جماعت کو بطور یاددہانی مطلع کیا جاتا ہے کہ کسی بھی ایسی کتاب کی اشاعت مقصود ہو، جس کا تعلق جماعت سے ہو، تو اُس کی قبل از اشاعت مرکز سے منظوری حاصل کرنی لازمی ہے۔

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تازہ انگریزی تصنیف لطیف کے بارہ میں خصوصی طور پر ھدایت ہے کہ احباب اس کے کسی بھی حصہ حتیٰ کہ ایک سطر بھی کسی بھی میڈیا میں بغیر اجازت استعمال نہ کریں۔

(انچارج شعبہ اشاعت جرمنی)

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا　☆ ☆ ☆　قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

☆ اسلام کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے ☆

مقالہ خصوصی --- مکرم و محترم مولانا عطاء المجیب راشد

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾ (النور)

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے وہ ان کے لیے اُسے مضبوطی سے قائم کردیگا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لیے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے۔

قارئین کرام! آج سے چودہ سو سال قبل چشم فلک نے ایک ایسا محیّر العقول نظارہ دیکھا جس کی مثال تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔ مطلع عالم پر آفتاب رسالت کا طلوع ہونا تھا کہ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں غرق دنیا یکدفعہ بقعۂ نور بن گئی۔ باعثِ تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بابرکت ظہور سے گمراہی کے خلاؤں میں بھٹکنے والی انسانیت نے فلاح کی راہ پالی۔ دین اسلام کی صورت میں فیضان الٰہی کا وہ چشمہ رواں ہؤا کہ صدیوں کی پیاسی دھرتی سیر اب ہو گئی اور بنجر زمینیں روحانیت کی صدا بہار کھیتیوں سے لہلہانے لگیں۔ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعاؤں نے سارے عالم عرب میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا کردیا۔ صدیوں کے مردے روحانی طور پر زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہو گئے۔ دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب بپا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔

انسانِ کامل کی صورت میں خدا تعالیٰ کے مظہر اتم کا یہ حسین جلوہ اپنی معراج پر تھا کہ ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وصال کا وقت آن پہنچا آپ کی رحلت پر وفا کیش صحابہ پر کیا گذری، ان کی حالتِ غم کا اندازہ کرنا کچھ آسان بات نہیں، کہنے والوں نے سچ کہا کہ:

"مدینہ نبی کریم ﷺ کے قدوم میمنت لزوم سے ماہتاب کی طرح روشن ہو گیا اور آج حضور اکرم کی وفات پر اس سے زیادہ تاریک مقام بھی ہماری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔"

شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ ایک عرصہ سے بصارت سے محروم تھے لیکن اس روز پہلی بار انہیں پتہ چلا کہ واقعی ان کی آنکھوں کا نور جاتا رہا۔ کتنا درد اور غم پنہاں ہے ان کے ان اشعار میں جو ان کی زبان پر جاری ہوئے ؎

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ
فَعَمِی عَلَیْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْیَمُتْ
فَعَلَیْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

کہ اے محمد ﷺ! تو تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ آج تیرے مرنے سے میری آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں۔ اب تیرے بعد مجھے کیا پرواہ، جو چاہے مرے، مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا۔

یہ کربناک کیفیت صرف ایک حسانؓ کے دل کی نہ تھی بلکہ سارے صحابہ ہی غم کے مارے دیوانہ ہو رہے تھے۔ ایک تو یہ غم تھا کہ وہ ماں سے بڑھ کر شفقت کرنے والے پیارے وجود سے محروم ہو گئے ہیں اور دوسرے یہ غم ان کی جانوں کو ہلکان کئے جا رہا تھا کہ ہمارے اس محبوب کی مقدس امانت کا اب کون محافظ ہو گا۔ نخلِ اسلام کا کیا بنے گا؟ کون اس کی آبیاری اور حفاظت کرے گا؟ ابھی تو تخم ریزی کا کام ہی ہؤا ہے کون اس کو اپنے خون جگر سے سینچے گا اور کون اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا؟ یہ فکر ان کی روحوں کو گداز کر رہا تھا کہ اب اسلام کا دفاع، اس کی اشاعت اور اس کی ترقی کیونکر ہو گی؟ اسلام کی عالمگیر فتح و نصرت اور ترقی و غلبہ کے خدائی وعدے کیونکر پورے ہوں گے؟

تاریخ اسلام کے اس سنگین موڑ پر صحابہ کرام کی حالت یہ تھی کہ وہ ان فکروں کی تاب نہ لا کر جیتے جی موت کی وادی میں اترنے والے تھے کہ صادق الوعد خدا نے اپنے محبوب کی امت کی دستگیری فرمائی اور اس کے دستِ رحمت نے خلافت کے ذریعہ ان کے شکستہ دلوں کو تھام لیا۔ خدائے قادر کا یہ سکینت بخش ہاتھ خلافت کی شکل میں آگے بڑھا اور لرزاں و ترساں دلوں کو سکون و اطمینان سے بھر دیا۔ پژمردہ دلوں میں جان پیدا ہو گئی کہ خدائے حیی و قیوم نے ایک یتیم اور جاں بلب امت کے سر پر خلافت کا تاج رکھ کر انہیں ایک راہنما عطا کر دیا جو ان کے محبوب آقا کا قائمقام اور اس نسبت سے ان کا محبوب آقا قرار پایا صحابہ کے چہرے خوشی سے تمتمانے لگے۔ جسم کو ایک سر مل گیا تھا۔ کارواں کو ایک سالار مل گیا تھا جس کے سر پر خدائی نصرت کا سہرا جگمگا رہا تھا۔ یہ ظہور تھا قدرت ثانیہ کا، یہ انعام تھا خلافتِ راشدہ کا اور یہ تکمیل تھی اس خدائی وعدہ کی جو اسلام کی سربلندی اور غلبہ کے لئے خدا تعالیٰ نے مومنوں سے فرما رکھا تھا۔ اس خدائی وعدہ اور اس کے پر شوکت ظہور کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنیئے، آپ فرماتے ہیں:-

"یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہتا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ انا ورسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی رحمت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔
غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔
۱:- اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔
۲:- دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔
پس جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہؤا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا "وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا" یعنی خوف کے بعد ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ (الوصیت)

اللہ تعالیٰ کی یہ زبردست قدرت یعنی قدرت ثانیہ، خلافت کا وہ بابرکت روحانی نظام ہے جس پر نبوت کے بعد اسلام کی ترقی کا انحصار اور اس کے غلبہ کا دارومدار ہے۔ یہی بابرکت نظام نبوت کا قائمقام اور ہر نوع کی ترقیات کی حتمی ضمانت ہوتا ہے۔ یہی وہ موعود آسمانی نظام ہدایت ہے جس کا آیت استخلاف میں مومنوں سے وعدہ فرمایا گیا ہے۔

نظام خلافت کے بارہ میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت عمدہ وضاحت فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف کی تعلیم اور سلسلۂ رسالت کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی رسول اور نبی کو بھیجتا ہے تو اس سے اس کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ ایک آدمی دنیا میں آئے اور ایک آواز دے کر واپس چلا جاوے بلکہ ہر نبی اور رسول کے وقت خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک تغیّر اور انقلاب پیدا کرے جس کے لئے ظاہری اسباب کے ماتحت ایک لمبے نظام اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے اور چونکہ ایک انسان کی عمر بہر حال محدود ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ نبی کے ہاتھ سے صرف تخم ریزی کا کام لیتا ہے اور اس تخم ریزی کو انجام تک پہنچانے کے لئے نبی کی وفات کے بعد اس کی جماعت میں سے قابل اور اہل لوگوں میں یکے بعد دیگرے اس کے جانشین بنا کر اس کے کام کی تکمیل فرماتا ہے۔ یہ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتے ہیں۔" (بحوالہ ماہنامہ خالد مئی 1960ء)

نظام خلافت کی عظمت، اس کی حکمت اور برکت کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں فرماتے ہیں:

"خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

قرآن مجید کی آیت استخلاف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام خلافت جو مومنوں کو بطور انعام عطا کیا جاتا ہے ایک نہایت ہی بابرکت اور عظیم الشان نظام قیادت ہے۔ ایمان اور اعمال صالحہ کے زیور سے آراستہ جماعت مومنین میں یہ نظام خود خدا تعالیٰ کے ہاتھوں قائم کیا جاتا ہے۔ خلافت نبوت کا تتمہ ہے اسی نور کا ظل کامل ہے۔ اس لحاظ سے برکاتِ رسالت اور انوار نبوت کا پورا پورا عکس اس ماہتاب نبوت میں نظر آتا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو امت مسلمہ کے ہر خوف کو امن میں تبدیل کرتا ہے۔ دنیا میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کو اس شان سے قائم کرتا ہے کہ مشرکانہ زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو جماعت مومنین کے ایمان اور اعمال صالحہ کی سند بن کر ان کو یکجہتی اور اتحاد کا درس دیتی ہے۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جو ساری امت کو وحدت اور الفت کی لڑی میں پرو کر بنیان مرصوص بنا دیتی ہے۔

خلافت کی برکات میں سے سب سے عظیم الشان نعمت جس کا آیت استخلاف میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے۔ وہ استحکام اسلام اور تمکنتِ دین ہے۔ آیت کے الفاظ یہ ہیں "وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ" کہ خدائے قادر و یگانہ اس بات کا وعدہ اور حتمی اعلان کرتا ہے کہ نظام خلافت کے ذریعہ دین اسلام کو تمکنت اور مضبوطی عطا کی جائے گی اور ساری دنیا میں غلبۂ اسلام کی آسمانی تقدیر خلافت کے ذریعہ پوری شان و شوکت اور جلال کے ساتھ جلوہ گر ہو گی۔ اس تحدی اور واشگاف اعلان میں یہ وعید بھی شامل ہے کہ خلافت کے بابرکت نظام سے الگ ہو کر کسی برکت، کسی ترقی اور کسی کامیابی کا تصور بھی ممکن نہیں۔ جو خلافت کے بابرکت حصار کے اندر ہوں گے کامیابی و کامرانی ان کے قدم چومے گی اور جو اس نعمت سے منہ موڑیں گے وہ ہمیشہ ناکامی و نامرادی کے خلاؤں میں بھٹکتے رہیں گے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں صحیح اسلامی خلافت کا نظام یعنی خلافت راشدہ قائم رہی اسلام کو ترقی و غلبہ نصیب ہؤا۔ اور جب مسلمان اپنی بد عملیوں کی پاداش میں اس خدائی انعام سے محروم ہوئے تو اس کے ساتھ ہی ان کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا سورج بھی ڈھل گیا۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وصالِ مبارک کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کے مطابق مسلمانوں کو خلافت سے نوازا تو خلافتِ راشدہ کے اس بابرکت دور میں جو اگرچہ صرف تیس سال پر محیط تھا اسلام کی شان و شوکت نہ صرف عرب میں بلکہ دنیا کے طول و عرض میں قائم ہوئی اللہ تعالیٰ نے جماعت مومنین کو جو وعدہ عطا فرمایا تھا کہ "اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ" اس وعدہ کے مطابق مسلمانوں کو ہر میدان میں اور ہر جہت میں کامیابی اور غلبہ نصیب ہؤا۔ کہاں یہ حالت کہ وصال نبوی کے بعد فتنۂ ارتداد نے نوبت یہاں تک پہنچا دی تھی کہ مدینہ کے علاوہ صرف ایک یا دو جگہ پر نماز باجماعت ادا کی جاتی تھی اور پھر یہ عالم کہ تیس سال کے اندر اندر مشرق میں افغانستان اور چین کی سرحدوں تک، مغرب میں طرابلس اور شمالی افریقہ کے کناروں تک، شمال میں بحر قزوین تک اور جنوب میں حبشہ تک اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ خلافت راشدہ میں اسلام کی اس ترقی اور غلبہ کو دیکھ کر آج بھی دنیا انگشت بدنداں ہے۔

اسلام کی ترقی و عروج کا یہ وہ زمانہ تھا کہ کسی بڑے سے بڑے مخالف کو بھی اس کے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ اسلام کی شان و شوکت اور مسلمانوں کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم

تھا کہ قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان حکومتیں بھی ان کے نام سے لرزتی اور خم کھاتی تھیں۔ حق یہ ہے کہ خلافت راشدہ کے اس سنہری دور میں اسلام کو وہ عظمت اور سربلندی حاصل ہوئی کہ آج بھی جب کوئی انصاف پسند مؤرخ مڑ کر اس دور پر نظر کرتا ہے تو حیرت کی تصویر بن جاتا ہے۔ اسے سمجھ نہیں آتی کہ صحرائے عرب کے بادیہ نشین فاتح اقوام عالم کیسے بن گئے؟ وہ نہیں جانتا کہ یہ سب خلافت راشدہ کا ثمرہ تھا۔ وہ خلافت راشدہ جس کے ساتھ اسلام کے غلبہ کی تقدیر وابستہ ہے!

خلافت راشدہ کے مبارک دور میں اسلام کی ترقی اور سربلندی کا یہ مختصر تذکرہ مکمل نہیں ہو سکتا جب تک ان فتنوں اور مسائل کا کچھ ذکر نہ کیا جائے جو خلافت راشدہ میں اور خاص طور پر اس کے آغاز کے موقعہ پر یکے بعد دیگرے اٹھے اور عظمت خلافت کے سامنے سرنگوں ہو کر رہ گئے۔ ارتداد کا فتنہ اٹھا، مانعین زکوٰۃ نے بغاوت کا علم بلند کیا، منافقین نے امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کو ختم کرنا چاہا، جھوٹے مدعیان نبوت نے قصر اسلام میں نقب زنی کی کوشش کی۔ یوں نظر آتا تھا کہ یہ منہ زور فتنے عظمت اسلام کو پامال کر کے رکھ دیں گے لیکن جس خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق امت مسلمہ کو خلافت کا انعام عطا فرمایا تھا اور جس نے یہ وعدہ فرمایا تھا " وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ " کہ میں اس خلافت کے ذریعہ اپنے اس پسندیدہ دین اسلام کو تمکنت، عظمت اور سربلندی عطا کروں گا۔ اس سچے وعدوں والے خدا نے وقت کے خلیفہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ عزم، حوصلہ اور اقدام کی وہ آہنی قوت عطا فرمائی کہ دیکھتے ہی دیکھتے سب فتنے زیر نگیں ہوگئے اور خرمن اسلام ان بگولوں کی زد سے پوری طرح محفوظ و مامون رہا۔

صرف ایک واقعہ کا معین ذکر کرتا ہوں۔ رسول مقبول ﷺ نے اپنے وصال سے قبل حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک لشکر جرار شام کی طرف بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔ لشکر ابھی روانہ بھی نہ ہؤا تھا کہ آپؐ کا وصال ہو گیا۔ حالات میں یکدفعہ تغیر پیدا ہو گیا۔ بدلے ہوئے حالات میں بظاہر اس لشکر کو روک لینا ہر لحاظ سے قرین مصلحت نظر آتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی سیاست دانی اور جرأت کا لوہا ایک دنیا مانتی ہے دربار خلافت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ اے خلیفۃ الرسول! حالات کا تقاضا ہے کہ اس لشکر کے بارہ میں کچھ تبدیلی کر دی جائے۔ مرکز کی حفاظت کے خیال سے اس لشکر کو روک لیا جائے۔ خلافتِ حقہ کی برکت اور عظمت کا اندازہ لگائیے کہ وہ جسے رقیق القلب سمجھ کر کمزور خیال کیا جاتا تھا، ہاں، وہی ابو بکر جسے اب خدا تعالیٰ نے خلافت کا منصب عطا فرما دیا تھا آپ کا جواب یہ تھا کہ اس لشکر کو روکنے کا کیا سوال، خدا کی قسم! اگر پرندے میرے گوشت کو نوچ نوچ کر کھانا شروع کر دیں تو تب بھی میں اپنی خلافت کا آغاز کسی ایسی بات کو روکنے سے نہیں کروں گا جس کا حکم رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں دے چکے ہیں۔ جو بات خدا کا رسول کہہ چکا ہے وہ آخری اور اٹل ہے۔ یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا، اور کوئی صورت نہیں کہ اس لشکر کو روکا جائے۔

صحابہ نے پھر باادب عرض کیا کہ کم از کم لشکر کی روانگی میں کچھ تاخیر کر دی جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ بھی ناممکن ہے مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اگر مدینہ کی عورتوں کی نعشوں کو کتے مدینہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو ہرگز ہرگز نہیں روکوں گا جس کو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے تیار فرمایا تھا۔ یہ لشکر ضرور روانہ ہو گا اور فوری طور پر روانہ ہو گا۔

صحابہ نے ایک بار پھر کوشش کی اور پورے ادب سے مشورہ عرض کیا کہ اور کچھ ممکن نہیں تو کم از کم نو عمر اور ناتجربہ کار اسامہ کی جگہ کسی اور تجربہ کار شخص کو امیر لشکر مقرر فرما دیا جائے۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے پھر فرمایا کہ ہرگز ممکن نہیں جس کو خدا کے رسول نے مقرر فرمایا ہے ابن ابی قحافہ کی کیا مجال کہ وہ اسے تبدیل کر سکے۔ یہ لشکر اسامہ ہی کی قیادت میں جائے گا اور ضرور جائے گا۔

چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ باوجود انتہائی نامساعد حالات کے خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو لفظاً لفظاً پورا کیا جو رسول خدا ﷺ کے مبارک ہونٹوں سے نکلی تھی۔ کتنا ایمان افروز نظارہ تھا جب حضرت ابو بکر خود اس لشکر کو رخصت کرنے کے لئے مدینہ سے باہر نکلے۔ اسامہ کو سوار کرایا اور خود ساتھ پیدل چلنے لگے۔ اسامہ بار بار عرض کرتے کہ اے خدا کے رسول کے خلیفہ! یا تو آپ بھی سوار ہوں یا مجھے اترنے کی اجازت دیں۔ فرمایا نہیں، نہ یہ ہو گا نہ وہ ہو گا۔ نہ میں سوار ہوں گا اور نہ تم پیدل چلو گے۔

پس اس شان سے حضرت اسامہ کا لشکر مدینہ سے روانہ ہؤا اور بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ خلیفہ وقت کا یہ فیصلہ بہت ہی مبارک اور اسلام کی سربلندی کا موجب ہؤا۔ دشمن اتنے مرعوب ہوئے کہ مدینہ پر حملہ کی جرأت نہ کر سکے اور یہ لشکر فتح و نصرت کے ساتھ بانیل مرام مدینہ واپس آیا۔ خلافت راشدہ کے آغاز ہی میں اس پر شوکت واقعہ نے عظمتِ خلافت کو قائم کر دیا اور ہر شخص پر واضح ہو گیا کہ اسلام کی تمکنت اور دین حق کا غلبہ و استحکام خلافت سے وابستہ ہے۔

خلافت راشدہ کے اس پر شوکت دور کے بعد مسلمانوں کی ناشکری کے سبب خلافت کا انعام اپنی پہلی شکل میں قائم نہ رہا۔ خلافت کی جگہ ملوکیت اور بادشاہت نے راہ پائی اور اس کے ساتھ ہی ان تمام برکات کی بھی صف لپیٹ دی گئی جو خلافت سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اکناف عالم میں اسلام کی جو ترقی اور غلبہ خلافت کے ذریعہ نصیب ہؤا تھا، اس دور استبداد و ملوکیت میں اس کا سایہ کھچنے لگا۔ مسلمانوں کی عظمت نے ان کو خیرباد کہا۔ ان کی شان و شوکت ان سے منہ موڑ کر رخصت ہو گئی۔ مسلمانوں کی صفوں میں تفرقہ اور اختلاف اس حد تک بڑھ گیا کہ اتحاد و یگانگت کو یکسر بھلا کر باہم برسر پیکار ہو گئے اور نتیجہ یہ ہؤا کہ وہ قوم جس نے نبوت کے آفتاب اور خلافت کے ماہتاب سے منور ہو کر ترقی و عروج کی چوٹیوں کو پامال کیا تھا اب تنزل و انحطاط کے قعر مذلت میں جا پڑی۔ اس دور کا ایک ایک دن اور ایک ایک رات اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ امت مسلمہ نے جو پایا تھا وہ خلافت کے طفیل پایا تھا، اس خلافت کو چھوڑا ہے تو اب ان کی جھولی خالی ہو کر رہ گئی ہے۔

قارئین کرام! خلافت راشدہ سے محرومی کے بعد مسلمانوں کی کسمپرسی کی یہ طویل رات کم و بیش ایک ہزار سال تک جاری رہی۔ صادق و مصدوق ﷺ کی پیش خبری کے عین مطابق فیج اعوج کے اس زمانہ میں اسلام کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی۔ ایمان ثریا پر جا پہنچا اور کیفیت یہ ہو گئی کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

بالآخر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور سچے وعدوں والے خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اس دور آخرین میں ایک آسمانی مصلح کے ذریعہ احیائے اسلام کی بنیاد رکھی۔ سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی روحانی بعثت ثانیہ کے طور پر مبعوث فرمایا اور امام مہدی اور مسیح موعود کا بلند منصب عطا فرمایا۔ آپ کی آمد کا مقصد يحيي الدين و يقيم الشريعة کے الفاظ میں بیان ہؤا ہے۔ احیائے اسلام، قیام شریعت اور تکمیل اشاعت اسلام کے کام کو اس حد تک آگے بڑھانا کہ بالآخر عالمگیر غلبۂ اسلام پر منتج ہو بلا استثناء سب مفسرین قرآن اس بات پر متفق ہیں کہ آیت کریمہ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ میں جس غلبہ اسلام برادیان باطلہ کی پیشگوئی کی گئی ہے یہ غلبہ اپنے پورے جلال اور پوری شان و شوکت کے ساتھ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں ظہور پذیر ہو گا۔

حضرت سید محمد اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "منصبِ امامت" میں فرماتے ہیں "ظہور دین کی ابتداء پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں ہوئی اور اس کی تکمیل حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہو گی۔" (صفحہ 76)

خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔" (الوصیت)

ہم گواہ ہیں اس بات کے کہ اسلام کے اس عالمگیر غلبہ کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں رکھی گئی، اور آپ نے اپنی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ اس مقصد کی خاطر قربان کر دیا خدا تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں رسول مقبول ﷺ کے اس محبوب ترین روحانی فرزند پر جس نے خدمت دین اسلام کا حق ادا کر دیا۔ آپ کی دینی خدمات کے تفصیلی تذکرہ کا یہ موقع نہیں لیکن میں یہ کہنے سے رک نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کے اس پہلوان جَرِيُّ اللّٰهِ فِيْ حُلَلِ الْاَنْبِيَآءِ نے اسلام کی مدافعت، اس کی سربلندی اور ترقی کے لئے ایسی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں کہ اشد ترین مخالفین نے بھی اس کا برملا اعتراف کیا آپ کو اسلام کا فتح نصیب جرنیل قرار دیا اور اقرار کیا کہ آپ نے اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے نہایت مستحکم بنیادیں استوار کر دی ہیں۔

بالآخر آپ کی زندگی میں بھی وہ دن آگیا جو ہر فانی انسان کی زندگی میں آیا کرتا ہے لیکن آپ نے اپنے وصال سے پہلے یہ بشارت دی کہ خدائے قادر و توانا آپ کے ذریعہ جاری ہونے والے مشن کو ہرگز ناتمام نہیں چھوڑے گا اور غلبہ اسلام کی آسمانی مہم خلافت کے زیر سایہ پھولتی پھلتی اور پروان چڑھتی رہے گی۔ آپؑ نے فرمایا:-

"یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہؤا پودا ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہو گا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچاوے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔" (انجام آتھم)

27 مئی 1908ء کا دن وہ تاریخی دن ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کے ہاتھوں قائم ہونے والی جماعت احمدیہ کو خلافت کے انعام سے نوازا اور انہیں وہ وسیلہ فتح و ظفر عطا فرمایا جس کے ساتھ اسلام کی ترقی اور غلبہ وابستہ ہے۔ آج اس انعام الٰہی پر 90 برس کا عرصہ پورا ہو چکا ہے۔ خدا گواہ ہے اور ہم اس کے حضور سجداتِ شکر بجا لاتے ہوئے اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ ان 90 سالوں کا ایک ایک دن اس بات پر گواہ ہے کہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو وہ عظمت و تمکنت اور وہ عالمگیر ترقی عطا فرمائی ہے جو ایک جاری و ساری زندہ و تابندہ معجزہ کا حکم رکھتی ہے۔

قارئین! خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ غلبہ اسلام کی داستان دلنشین اور ایمان افروز ہونے کے ساتھ ساتھ اتنی پر شوکت اور پر عظمت ہے کہ اس کا بیان کرتے ہوئے قلم لڑکھڑاتا ہے اور الفاظ میرا ساتھ نہیں دیتے کہ کس طرح خلافت احمدیہ کے ذریعہ ہونی والی اسلام کی عالمگیر روزافزوں ترقی کو نوکِ قلم پر لاؤں۔ حق یہ ہے کہ خدمت واشاعت اسلام کا جو بیج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے بویا گیا آج خلافت احمدیہ کے زیر سایہ ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ پاکیزہ کلمہ کی مثال کی طرح اس درخت کی جڑیں اکنافِ عالم میں مضبوطی سے قائم ہو چکی ہیں۔ اور اس کی شاخوں نے فضا کی وسعتوں کو بھر دیا ہے ہندوستان کی سرزمین سے باہر مشنوں کے قیام کا آغاز خلافت احمدیہ کے دور میں ہؤا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سو ساٹھ ملکوں میں جماعت احمدیہ باقاعدہ طور پر قائم ہو چکی ہے۔ وہ قافلہ جو 40 فدائیوں کے ساتھ روانہ ہؤا تھا آج اس کی تعداد ایک کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے اور ہر روز بڑھتی چلی جاتی ہے۔ قادیان کی گمنام بستی سے اٹھنے والی آواز کی بازگشت آج اکناف عالم میں سنائی دے رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آواز کو اتنی عظمت اور پذیرائی عطا کی ہے کہ اقصائے عالم کے دانش ور اس کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اسے توجہ سے سنتے اور اس کی صداقت کا اعتراف کرتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ خلافت کے زیر سایہ تحریک احمدیت نے ایسا عالمگیر تشخص حاصل کر لیا ہے کہ آج دنیا کا کوئی خطہ اس کی برکتوں سے محروم نہیں اور حقیقی معنوں کے اعتبار سے بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ عالم احمدیت پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہر آن اور ہر جگہ عالم احمدیت پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا سورج ہمیشہ جلوہ گر رہتا ہے اور خدائی نصرتوں کے زیر سایہ عالمگیر غلبۂ اسلام کی یہ موعود صبح لحہ بہ لحہ روشن تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

ساری دنیا میں تبلیغی مراکز کا جال بچھانے کے ساتھ ساتھ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ اسلامی لٹریچر کی دنیا بھر کی زبانوں میں اشاعت ایک ایسا کارنامہ ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ لٹریچر کے ضمن میں سب سے اہم قرآن مجید کے تراجم ہیں۔ کیا یہ بات معجزہ سے کم ہے کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں ساری دنیا کے مسلمانوں نے جتنی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کئے تھے اس سے دگنی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم خلافت رابعہ کے چند سالوں کے اندر اندر جماعت احمدیہ پیش کرنے کی سعادت پا رہی ہے۔ قرآن مجید کی منتخب آیات، احادیث اور اقتباسات مسیح موعود علیہ السلام دنیا کی ایک سو سے زائد زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اسلامی لٹریچر غیر معمولی کثرت سے شائع اور تقسیم ہو رہا ہے۔ کتب کی نمائشوں کا وسیع سلسلہ اشاعت اسلام میں مؤثر کردار ادا کر رہا ہے۔

اکناف عالم میں مساجد کی تعمیر میں جماعت احمدیہ کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں

مساجد تعمیر کرنے کا سہرا جماعت احمدیہ کے سر ہے۔ اسلامی تعلیم کو عمل کے سانچہ میں ڈھالتے ہوئے مغربی اور مشرقی افریقہ میں تعلیمی اور طبّی اداروں کا قیام اور انسانیت کی بے لوث خدمت ان علاقوں کے لوگوں کے دل اسلام کے لئے جیت رہی ہے۔ لوٹ کھسوٹ کے اس دَور میں غرباء، یتامیٰ اور بیوگان کی بے لوث خدمت کے طور پر انہیں بیوت الحمد عطا کرنے کی سعادت بھی جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔

اسلام کی حرمت و ناموس کی حفاظت اور دفاع میں جماعت احمدیہ نے ہمیشہ ہی صف اول میں مثالی کردار ادا کیا ہے اور جہاں تک اسلام کی عظمت اور ترقی کی خاطر قربانیاں دینے اور دیتے چلے جانے کا میدان ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ ہر دور میں ایمان افروز واقعات سے پُر نظر آتی ہے، اشاعت اسلام کی خاطر جان، مال وقت اور عزت کے نذرانے اتارنے والی یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنی قربانیوں سے قرون اولیٰ کے صحابہ کی یاد کو تازہ کر دیا ہے۔ زندگی سے کسے پیار نہیں ہوتا، لیکن یہی پیاری زندگی پیارے اسلام کی خاطر وقف کرنا، اپنے ہونے والے بچوں کو وقفِ نو میں پیش کرنا، تبلیغ اسلام کی خاطر غریب الوطن ہو جانا اور بالآخر راہ جہاد میں شہادت پر کر انہی سرزمینوں میں دفن ہو جانا کلمہ طیبہ کی عظمت کی خاطر ماریں کھانا، بیڑیاں پہننا اور وفور محبت سے انہیں چومنا، اسلام کی محبت کے جرم میں اسیر ان راہ مولا بننا، اور زندگی کے سالہا سال تاریک کوٹھریوں میں گذار دینا، دکھ اٹھانا اور وقت آنے پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اپنے مقدس خون سے داستان وفا رقم کرنا۔

الغرض شاہراہ ترقی اسلام کا کوئی موڑ ایسا نہیں جس پر جماعت احمدیہ پوری شان کے ساتھ مصروف عمل نہ ہو۔ اس شاہراہ کی کوئی بلند سے بلند منزل ایسی نہیں جس پر اسلام کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھنے والے احمدی جاں فروشوں کے قدموں کے نشانات نظر نہ آتے ہوں۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ منفرد اعزاز اور سعادت اس وجہ سے عطا فرمائی ہے کہ آج دنیا کے پردہ پر یہی ایک جماعت ہے جو "اَلاَ وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ" کی حقیقی مصداق اور ایک واجب الاطاعت امام کے زیر سایہ بنیان مرصوص کا منظر پیش کرتی ہے۔

یہی ایک جماعت ہے جس کو خلافت کی نعمت میسر ہے جو ایک روحانی سربراہ کی آواز پر اٹھنا اور اس کے اشارہ پر بیٹھنا جانتی ہے۔ ہاں ہاں یہ وہی جماعت ہے جس کا امام، جماعت کے افراد سے ماں سے بڑھ کر پیار کرنے والا ہے اور دوسری جماعت کے سب مرد و زن اپنے پیارے امام کے گرد پروانہ صفت طواف کرنے والے ہیں۔ خلافت کی نعمت نے انہیں ایک ہاتھ پر جمع کر کے یہ اعجاز بخشا ہے کہ ایک کروڑ احمدی فدائیوں نے خدمت و اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں جس کی توفیق ایک ارب سے زائد مسلمان کہلانے والوں کو نصیب نہیں ہو سکی۔ اس اعزاز اور سعادت کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا جس کے ساتھ اسلام کی ترقی وابستہ ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اسلام کی ترقی کی خاطر کوشش اور قربانی کی توفیق کا ملنا بھی اس خلافت سے وابستہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

" دیکھو ہم ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں مگر تم نے کبھی غور کیا کہ یہ تبلیغ کس طرح ہو رہی ہے؟ ایک مرکز ہے جس کے ماتحت وہ تمام لوگ جن کے دلوں میں اسلام کا درد ہے اکٹھے ہو گئے ہیں اور اجتماعی طور پر اسلام کے غلبہ اور اس کے احیاء کے لئے کوشش کر رہے ہیں وہ بظاہر چند افراد نظر آتے ہیں مگر ان میں ایسی قوت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ بڑے بڑے اہم کام سرانجام دے سکتے ہیں جس طرح آسمان سے پانی قطروں کی صورت میں گرتا ہے پھر وہی قطرے دھاریں بن جاتی ہیں اور وہی دھاریں ایک بہنے والے دریا کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اس طرح ہمیں زیادہ قوت اور شوکت حاصل ہوتی چلی جا رہی ہے ...... اس کی وجہ محض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خلافت کی نعمت عطا کی ہے۔" (الفضل 25 مارچ 1951ء)

اسی طرح فرمایا:

"اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ اسلام نے خلفاء کے ذریعہ ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔" (درس القرآن صفحہ 72 مطبوعہ نومبر 1921ء از حضرت المصلح الموعودؓ)

شوکت اسلام کی علمبردار جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ مصائب و مشکلات اور خدائی فضلوں کی تاریخ ہے۔ اس عرصہ میں مخالفت کی آندھیاں چلیں۔ مخالفین نے اپنے ترکش کے سب تیروں کو چلایا اور پہاڑوں جیسی شخصیتوں نے احمدیت سے ٹکر لی لیکن خدائی وعدہ کے مطابق ہمیشہ اور ہر بار حق غالب ہوا اور باطل نے منہ کی کھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر خلافت کے بارہ میں شکوک و شبہات نے سر اٹھایا جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے صدیقی عزم و جلال کے ساتھ کچل کر رکھ دیا۔

خلافت ثانیہ کے آغاز پر پھر منکرین خلافت نے بھرپور فتنہ پیدا کیا اور علیحدہ ہو کر لاہور کی راہ لی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے باوجود نوعمری کے اس فتنہ کے وقت جماعت کی ایسی اعلیٰ قیادت کی کہ منافقین کی سب چالیں ناکام ہوئیں پھر اسی خلافت ثانیہ کے تاریخی دور میں مصری کا فتنہ اٹھا۔ مستریوں نے فتنہ برپا کر دیا۔ احرار نے جماعت کو مٹانے کے لئے ملک گیر مہم جاری کی۔ تقسیم ملک کا زلزلہ آیا جس نے جماعت کو اپنے دائمی مرکز سے الگ ہو کر ایک نیا مرکز بنانے پر مجبور کیا۔ ابھی جماعت اپنے قدموں پر سنبھل رہی تھی کہ 1953ء میں جماعت کے خلاف ملک گیر طوفان مخالفت برپا ہو گیا۔ حقیقت پسند پارٹی نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اندرونی طور پر جماعت کو منتشر اور گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ ان فتنوں نے یکے بعد دیگرے سر اٹھایا لیکن ہر بار، ہر فتنہ خلافت کی عظیم چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور منافقین کے ناپاک عزائم خاکستر ہو گئے خدا کے طاقتور ہاتھ نے خلافت کے ذریعہ جماعت کو ترقی اور اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔

خلافت ثالثہ کے دور میں 1974ء ہنگاموں میں مخالفین نے ایک بار پھر سر توڑ کوشش کی کہ جماعت کو ختم کر سکیں لیکن ہمیشہ کی طرح ناکام و نامراد رہے۔ کئی خوش قسمت احمدیوں کے سر تن سے جدا کر دیئے گئے، ان کی جائیدادیں لوٹ لی گئیں، ان کے گھر جلا دیئے گئے لیکن کوئی ان کے چہرے سے مسکراہٹ نہ چھین سکا۔

خلافت رابعہ کا آغاز ہوا تو خلیفہ وقت کی مقناطیسی شخصیت اور برق رفتاری کو دیکھ کر مخالفین احمدیت کے اوسان خطا ہو گئے اور انہوں نے مخالفانہ کوششوں کو نقطۂ عروج تک پہنچا دیا اور 1984ء میں رسوائے زمانہ سیاہ قانون جاری کر کے احمدیت کی ترقی کا راستہ بند کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ یہ ضرور ہوا کہ چند پاکبازوں نے شہادت کا جام پیا اور متعدد اسیر ان راہ مولا آج بھی کال کوٹھریوں کو بقعۂ نور بنائے ہوئے ہیں لیکن خدا گواہ ہے کہ احمدیت کی ترقی پذیر دنیا پر طلوع ہونے والا سورج ہر روز مخالفین کی کوششوں پر ناکامی کی مہریں لگاتا ہے اور وہ جو احمدیت کو مٹا دینے کا عزم لے کر زبانیں دراز کر رہے تھے خدائے قادر و توانا نے ان کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے! کہاں ہے وہ آمر جس نے کہا تھا کہ میری کرسی بہت مضبوط ہے، اور میں احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑا کر رہوں گا، کہاں ہے وہ آمر جس نے فرعون کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کہا تھا کہ میں احمدیت کے کینسر کو مٹا کر دم لوں گا۔ دیکھو ہمارے خدا نے ان دشمنان اسلام کے نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیئے۔ مردان حق، خلفائے احمدیت کی دعاؤں نے نمرودیت کو کچل کر رکھ دیا۔ کوئی تختہ دار پر نظر آیا تو کسی کے جسم کے ذرات خاک کا ڈھیر بن کر صحراؤں میں بکھر گئے! کوئی سننے والا ہو تو سنے کہ احمدیت کے مخالفین کا یہ مقدر ہر دور میں رہا ہے اور مستقبل میں بھی ان کی تقدیر اس سے کچھ مختلف نہیں۔ خلافت کی برکت سے اور خلافت کے زیر سایہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک فتح کے بعد دوسری فتح منتظر ہے اور ہمارے مخالفین کے نصیب میں ناکامی اور پھر ناکامی لکھی جا چکی ہے۔

سنو! کہ وہ جو خدا کی تائید سے بولتا ہے، وہ جس کے سر پر خدا کا سایہ ہے، وہ جسے خدا نے اس زمانہ میں کشتیٔ اسلام کا محافظ اور مومنوں کا راہنما مقرر فرما دیا ہے۔ سنو اور توجہ سے سنو کہ وہ کیا فرماتا ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آئندہ بھی مخالفت ضرور ہو گی اس سے کوئی انکار نہیں کیونکہ جماعت کی تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ مشکل راستوں سے گذرے اور ترقیات کے بعد نئی ترقیات کی منازل میں داخل ہو۔ یہ مشکلات ہی ہیں جو جماعت کی زندگی کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ اس مخالفت کے بعد جو وسیع پیمانے پر اگلی مخالفت مجھے نظر آ رہی ہے وہ ایک دو حکومتوں کا قصہ نہیں اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدر میں بھی لکھ دی جائے گی۔

مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں کھانا۔ میں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلہ رکھنا اور میری طرح ہمت و صبر کے مظاہرے کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے ان کے نشان مٹا دے گا۔ جماعت احمدیہ نے بہرحال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہرحال بدل نہیں سکتی۔" (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29 جولائی 1984ء بر موقع یورپین اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ)

برادران احمدیت! ہماری کتنی خوش قسمتی اور سعادت ہے کہ آج دنیا کے پردہ پر صرف احمدیت ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کا بابرکت نظام عطا فرمایا ہے۔ مختلف طرز کے قیادت کے نظام تو نظر آتے ہیں لیکن کوئی ایسا قائد نہیں جس کو خدا نے مقرر کیا ہو۔ کوئی ایسا سربراہ نہیں جس کے سر پر خدا کا سایہ ہو کوئی ایسا نہیں جس کو خدائی مدد اور نصرت کا عَلم عطا کیا گیا ہو۔ کوئی نہیں جس کے قدموں میں خدائی اذن سے فتوحات بچھتی چلی جاتی ہوں۔

ہم پر خدائے ذوالمنن کا یہ مزید احسان اور کرم ہے کہ ہمیں اس خلافت کے خدام ہونے کا شرف عطا کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم امانت کا امین بنایا ہے۔ ایک عظیم الشان انعام سے نوازا ہے لیکن یاد رہے کہ یہ سعادت اپنے ساتھ عظیم ذمہ داریاں بھی لے کر آتی ہے۔ یہ انعام ہمیں اطاعت کی دعوت دیتا ہے۔ ایسی اطاعت کہ اپنا کچھ نہ رہے اور ہر حرکت و سکون آقا کے اشارے پر قربان ہونے کو بے تاب نظر آئے۔ یہ انعام ہمیں قربانی اور استقامت کے میدانوں کی طرف بلاتا ہے وہ میدان جن میں قرون اُولیٰ اور اس دورِ آخرین کے صحابہ کی عظیم الشان قربانیوں کی داستانیں رقم ہیں ان داستانوں کو آج پھر سے زندہ کرنا ہمارا فرض ہے۔

مکہ کی وادیوں میں گونجنے والی حضرت بلالؓ کی صدائے اَحد اَحد کی بازگشت کو دہرانا آج ہمارا ذمہ ہے۔ دیکھو اور سنو کہ اُحد کے شہداء کی روحیں پکار پکار کر تمہیں دعوت دے رہی ہیں کہ جس طرح انہوں نے ہتھیلیوں پر رکھ کر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اور شمع رسالت پر آنچ نہ آنے دی۔ اسی طرح آج تم بھی پروانہ وار خلافت کا طواف کرو اور وقت آئے اور ضرورت پڑے تو "فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ" کا نعرہ لگاتے ہوئے شہادت کی ابدی زندگی کے وارث بن جاؤ۔

اے شمع خلافت کے پروانو! گوش بر آواز آقا بن جاؤ۔ حضرت مقدادؓ نے ایک اعلان کیا تھا اور صحابہ نے اس کے ایک ایک حرف کو سچ کر دکھایا تھا اسی طرح آج تم بھی اس بات کا عزم کرو کہ ہم شمع خلافت کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور دشمنان احمدیت اس وقت تک شمع خلافت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک ہماری لاشوں کو روند کر نہ جائیں۔ آیئے ہم خدا تعالیٰ کو حاظر ناظر جان کر ایک بار پھر یہ عہد کریں کہ ہمارے سر تو تن سے جدا ہو سکتے ہیں لیکن ہمارے جیتے جی کوئی اس شمع خلافت کی طرف بری نیت سے پیش قدمی نہیں کر سکے گا۔ خدا کرے کہ ہم سب کی طرف سے ہمیشہ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور خلافت احمدیہ کے جاں نثار خدام میں ہمارا شمار ہو (آمین)

سب برکتیں خلافت میں ہیں

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبوت اور خلافت کے باہمی تعلق کو احباب جماعت پر واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج بوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دُنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دُنیا کو متمتع کرو۔ تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دُنیا میں بھی اونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اُونچا کرے۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کو بھی اُن کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو۔ احمدیت کے مبلغ، اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں۔ اور اِس دُنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں۔" (الفضل 20 مئی 1959ء)